REGD. E.P. 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم۔اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح چندہ سالانہ چھ روپے۔ ممالک غیر ۷½ روپے۔ فی پرچہ ۲ ؍

جلد ۴ | ۷ امان ۱۳۳۴ ہش ۔ مطابق ۷ مارچ ۱۹۵۵ء | نمبر ۹

مالکانِ جائداد مگر کرایہ دار

اس عنوان کے ماتحت معزز معاصر ریاست دہلی ۱۴ فروری کی اشاعت میں لکھتے ہیں:-

" تبادلۂ آبادی ہوئے سات برس گزر گئے اور جن لوگوں نے جانا تھا وہ چلے گئے۔ اور جنہوں نے آنا تھا وہ آ گئے۔ اور اب یہ کوششیں بھی جاری ہیں۔ کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کی سہولتیں زیادہ بہم پہنچائی جائیں۔ مگر یہ واقعہ بے حد دلچسپ ہے۔ کہ سات برس گذرنے کے بعد بھی آج بہت سے مسلمان ہندوستان میں ایسے آئے ہیں۔ جو اپنی ذاتی جائدادوں (جو ان کے بزرگوں نے پیدا کی ہیں) رہتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی بھی ہندوستان سے باہر نہیں گئے۔ مگر کسٹوڈین کی مہربانی سے آج ان کی پوزیشن ایسی ہے جیسی ایک کرایہ دار کی۔ یعنی یہ اپنی جائداد رکھتے ہوئے بھی کسٹوڈین کو کرایہ دیتے ہیں۔ اور ان کا جرم صرف یہ ہے کہ ان کے کچھ عزیز و اقارب سات برس پہلے پاکستان چلے گئے تھے۔

یہ تو درست ہے کہ پاکستان کے ہندوؤں کے ساتھ ظلم ہوا اور یہ وہاں کی جائداد سے محروم ہو گئے۔ مگر اس صورت میں ظلم کی سزا صرف ظالم کو ملنی چاہیئے تھی۔ ان مسلمانوں کا کیا جرم ہے جو پاکستان نہیں گئے۔ اور اپنی جائدادوں میں رہتے ہوئے ہندوستان کے باشندے یا شہری ہیں اور سات برس گذرنے کے بعد بھی ان لوگوں کی جائداد ان کے حوالہ نہ کرنا کیا انصاف قرار دیا جا سکتا ہے؟ جس پر گورنمنٹ ہند کو توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر انہوں نے جانا ہوتا تو پچھلے سات برس چلے گئے ہوتے۔ اور اگر فرض کیا جائے۔ کہ کچھ لوگ اپنی جائداد کا قبضہ لے کر اسے فروخت کر کے پاکستان جانا بھی چاہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے شبہ میں دوسرے بے گناہ لوگوں کو اس شبہ کا شکار ہونے دینا کوبے رحمی ہے۔ جس کی کوئی معقولیت پسند شخص تعریف نہیں کر سکتا۔"

معزز معاصر نے جو کچھ تحریر کیا بالکل بجا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں کلکتہ کے فرقہ وارانہ فساد کے باعث جن مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکل کر دوسری جگہ پناہ لینی پڑی وہ ابھی تک اپنے مکانات سے محروم ہیں۔ وہاں کی بہت سی مساجد بھی پناہ گزینوں کے پاس ہیں۔ قادیان کی صدر انجمن احمدیہ اور احمدی باوجودیکہ تقسیم ملک کے وقت سے قادیان میں قیام رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی جائدادوں سے محروم ہیں۔ ان کو جائدادوں کا واپس دیا جانا عین انصاف ہے۔ لیکن پھر بھی بعض لوگ ان کو ان کا اپنا حق دیئے جانے کے خلاف ہیں چنانچہ گزشتہ اگست ۱۹۵۴ء میں جالندھر کے روزنامہ کا اسپارہ میں اقتباس درج کیا جا چکا ہے کیا اگر صاحب جائداد کسی اور مذہب کا پیرو ہو تو اس کی جائداد اور اموال غصب کرنا اخلاق اور آئین ہند کی رو سے شیر مادر کی طرح حلال و جائز ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ پھر کیوں ایسے مظلوم لوگوں کی امداد نہیں کی جاتی؟ کیوں وہ لوگ جو خواہ کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اس سراسر ظلم اور ناروا سلوک پر واویلا نہیں کرتے اور دادرسی کے لئے شور نہیں مچاتے؟ ہمیں یقین ہے کہ اس وضاحت کے بعد ہمارے معاصر ہماری ہمنوائی کریں گے اور ایسے لوگوں کو سمجھائیں گے کہ جو باوجود بجا حق کے ہمیں حق دیا جانے کے خلاف ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۶ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فالج کی اچانک خبر سنکر احباب جماعت اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ اور حضور کی اقامت گاہ کی طرف بھاگتے ہوئے جانے لگے۔ مساجد میں اجتماعی دعائیں کیں۔ چھ صد روپیہ کے قریب جمع کئے۔ چودہ بکرے ذبح کئے۔ اور بقیہ نقدی غرباء میں تقسیم کی۔ انفرادی صدقے بھی احباب نے دیئے۔ صبح بوقت تہجد دعاؤں کے لئے جگایا گیا۔ بعض مساجد میں باجماعت تہجد ادا کی گئی۔

پاکستان و بیرون پاکستان (قادیان۔ واشنگٹن۔ ہیگ۔ جاکرتا۔ لندن وغیرہ) سے فون اور تاروں وغیرہ کے ذریعہ حضور کی خیریت دریافت کرنے کے لئے اپنے نمائندے اور ڈاکٹر بھیجے۔ سب نے صدقات دیئے۔ اور قریب کی جماعتوں سے بہت سے احباب آئے (خلاصہ الفضل ۲۸ فروری یکم مارچ)

قادیان ۳۰ مارچ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے ذیل کا تار موصول ہوا۔

" حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی آہستہ آہستہ رو بصحت ہو رہے ہیں۔ بایاں بازو کی طاقت بھی آہستہ آہستہ بحال ہو رہی ہے۔ دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۴ مارچ۔ آج صاحبزادہ صاحب ممدوح کا ذیل کا تار موصول ہوا۔ حضرت اقدس کو حرارت لینہ ابھی طرح آ گئی۔ عام حالت بھی روبہ اصلاح ہے۔ بلیلی بازو میں ابھی ضعیف اثر باقی ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے باقاعدگی سے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔

اگر بدر کے ۴ مارچ سے قبل جماعتوں کو کوئی اطلاع مرکز سے موصول ہو تو کسی تشویش کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس مبارک وجود کے لئے دعاؤں اور صدقات میں کسی طرح کمی نہ کی جائے۔ اور سلسلہ کی جن ذمہ داریوں کی طرف حضور جماعت کو توجہ دلایا کرتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم از خود ان ذمہ داریوں کو زیادہ تندہی اور توجہ اور سرگرمی سے سرانجام دیں۔ اور جماعتیں پہلے سے بھی زیادہ اتحاد و اتفاق۔ تعاون۔ ہم آہنگی اور اخوت کا ثبوت دیں تا حضور کو اس جہت سے کسی قسم کا فکر لاحق نہ ہو اور سلسلہ کے کام بدستور چلتے رہیں۔

ربوہ ۲۲ فروری۔ جامعہ احمدیہ سات سال تک موضع احمد نگر میں جاری رہنے کے بعد کل ۲۲ فروری کو ربوہ میں منتقل ہو گیا۔ وہاں کے سربراہ نمبردار جناب مہر محمد عیسیٰ صاحب نائب صدر مسلم لیگ احمد نگر نے جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی۔ مہر صاحب نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اساتذہ و طلبہ کا حسن سلوک ہمدردانہ رویہ اور خدمت خلق کے جذبہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اور آخر میں پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے نمبردار صاحب اور گاؤں کے دیگر معززین کا شکریہ ادا کیا۔

ربوہ۔ جناب ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ نے اعلان کیا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ نے مورخہ ۵۵-۲-۱ سے دو نئی نظارتیں قائم کی ہیں یعنی (۱) نظارت تجارت (۲) نظارت صنعت۔ ان ہر دو نظارتوں کا کام بھی مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان کے سپرد کیا گیا ہے۔

سنگاپور۔ مکرم راڈین ہدایت صاحب وائس پریذیڈنٹ جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا ۸ فروری کو جاکرتا جاتے ہوئے سنگاپور میں اترے۔ آپکی آمد کی اطلاع پہلے سے اخبارات میں دی گئی تھی۔ چنانچہ ملک کے کثیر الاشاعت والے اخباروں کے نمائندگان نے آپکے انٹرویو کے فوٹو لئے۔ آپ نے دو دفعہ احباب جماعت کو خطاب کرتے ہوئے قادیان اور ربوہ کے ایمان افروز حالات سنائے۔

اخبار احمدیہ قادیان

۲۸ فروری کو لاہور سے مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب مبلغ فرانس و مکرم چوہدری عبد الرحمٰن خان صاحب مجاہد انگلستان تشریف لائے اور ۳ مارچ کو واپس تشریف لے گئے۔ زیر صدارت مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل بر دو مسجد مبارک میں علی الترتیب اور ۲ مارچ کو بعد عشاء دو اچھے تبلیغی حالات سنائے جس میں بتایا کہ مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف اس قدر تعصب ہے کہ جس کی ابتداء ان کی اسلام کے متعلق علم کیا تھی ناجائز پروپیگنڈا کے باعث ہوئی اور ان صدیوں کے پروپیگنڈے کے اثرات کو دور کرنا بہت بڑا مجاہدہ ہے جسکے لئے مجاہدین مشن کوشاں ہیں اور اس کے نتائج ظاہر ہو رہے ہیں چونکہ ان ممالک کے لوگ دنیا کو ہی اپنا مقصود سمجھتے ہیں۔ اسلئے وہ مذہب کیلئے سوچ بچار کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں پاتے اور ان کا ایک ایک لمحہ دنیا کے لئے صرف ہوتا ہے۔ ۳ مارچ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بر دو مجاہدین کے اعزاز میں دار المسیح میں دعوت طعام دی۔

یکم مارچ کو مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ و خارجہ کسی کام بسلسلہ جالندھر تشریف لے گئے۔

۲ مارچ۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی تشریف لے آئیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہمارا اخبار بدر

کیا کیا اور کیا کرتا ہے

خدا کا ہزار ہزار شکر اور اُس کا احسان ہے۔ کہ بدر کی باقاعدہ اشاعت سے ۲۸ فروری کے پرچہ تک اس پر تین سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اب اس اشاعت سے اس کے چوتھے سال کا آغاز ہوتا ہے۔

جب ہم اپنی ماضی پر نظر کرتے ہیں اور اپنے مستقبل کو تصور میں لاتے ہیں تو ایک طرف ہمیں اپنی بہت سی کمزوریاں نظر آتی ہیں۔ اور دوسری طرف ہماری بھاری ذمہ داریاں ہمیں زیادہ ہوشیار کرتی ہیں۔ مرکز کے ایسے افراد جن کے سپرد اس قسم کی خدمات ہیں۔ وہ باوجود گوناگوں مشکلات کے اپنے فرائض کی ادائیگی سے کبھی غافل نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ احباب جماعت اخبار سے استفادہ اور اس کی توسیع اشاعت کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں کر رہے۔ چنانچہ امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی جماعت کو اس خامی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے لوگوں میں اخباروں کے پڑھنے کا چرچا اور رواج ذرا کم ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے جو ان کی شہرت ہونی چاہیئے اور جو ان کا فائدہ ہونا چاہیئے وہ پوری طرح نہیں پہونچتا۔"

حضور نے فرمایا:۔

"درحقیقت دو ہی چیزیں ہیں جو قوم کی ترقی پر دلالت کرتی ہیں ایک اخبار اور ایک ریلوے کا سفر یا لاری کا سفر جو قوم سفر زیادہ کرتی ہے وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے اور جس قوم میں اخبار زیادہ چلتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے کیونکہ اخبار پڑھنے کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص کی روح ٹکی نہیں بیٹھ سکتی۔ اس کے اندر ایک اضطراب پایا جاتا ہے۔ اخبار کیا کرتا ہے وہ ہر روز ہم کو ایک نئی خبر دیتا ہے۔ جس دن اخبار نہیں آتا تو لوگ جس طرح افیون نہیں کھائی ہوتی گھبرائے پھرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں دنیا کے انقلاب کا پتہ نہیں لگتا اور جو شخص انقلاب کی جستجو کرتا ہے وہ حقیقت اس کے اندر بھی ایک انقلابی مادہ پایا جاتا ہے۔ قوم کی ترقی کا اگر کسی شخص نے اندازہ لگانا ہو تو وہ دو چیزیں دیکھ لے کہ وہ قوم کتنا سفر کرتی ہے اور اخبار کے ساتھ اس کو کتنی دلچسپی ہے"۔

اسی سلسلہ کی مختلف اخبارات پر تبصرہ اور ان کے لئے تحریک فرماتے ہوئے حضور نے اخبار بدر کا بایں الفاظ ذکر فرمایا:۔

"ہندوستان کے لئے "ہمارا اخبار بدر" ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک اس نے پوری ترقی نہیں کی ہمارے قادیان کے دوست جب گھبراتے ہیں تو مجھے لکھ دیتے ہیں کہ جماعت پاکستان کو بدر کے لئے توجہ دلائی جائے حالانکہ یہاں کے لئے الفضل ہے ہندوستان کے احمدیوں کے لئے "بدر" ہے۔ اگر پاکستان کے احمدیوں کے خریدنے سے بدر نے چلنا ہے تو بدر نے کوئی انقلاب ہندوستان میں پیدا نہیں کرنا وہ تبھی کوئی انقلاب مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کرے گا جب ہندوستان کے مسلمانوں تک اسے پہنچایا جائے انقلاب سے میری مراد کوئی سیاسی انقلاب نہیں کیونکہ وہ ہمارا کام نہیں انقلاب سے مراد ہے روحانی انقلاب۔ مذہبی انقلاب"۔

ہندوستان میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے ہزارہا احمدی ہے۔ میرے خیال میں اب بھی بیس پچیس ہزار تو ہوگا۔ ان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ہندوستان کے لوگوں میں اسے آپ کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنائیں۔ اور پھر دوسرے لوگوں میں بھی مقبول بنائیں۔ اگر وہ اچھے اچھے مضمون لکھیں اور ایسے لکھیں جن سے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو ان میں مذہبی رجحان پیدا ہو جنگی پیدا ہو تو دوسرے مسلمان بھی اسے خریدیں گے۔ بلکہ میں نے تو دیکھا ہے کہ ہندوؤں میں بھی یہ شوق پایا جاتا ہے۔ اور ہندو بھی خریدتے ہیں جن دنوں میں تحریک جس وقت پیدا ہوتی ہے لوگ خریدنے لگ جاتے ہیں"۔

"میرے نزدیک اس کا مقام ہندوستان ہے۔ اگر ہم لوگ اس کو روپیہ دے کر کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کو ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی کہ وہ ہندوستان میں اس کو مقبول بنائیں"۔ (الفضل ربوہ ۱۲ فروری ۱۹۵۵ء)

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات پر عمل پیرا ہونا ہر مخلص احمدی اپنے لئے کامیابی اور سعادت کا باعث قرار دیتا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل طریق پر تعاون فرمائیں تو حضور انور کی ہدایات پر زیادہ عمدگی سے عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور خدا کے فضل سے جماعتیں اور انفرادی لحاظ سے اس کے بہتر نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے یعنی

۱۔ اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد بڑھائی جائے اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں:۔

(ا) ہندوستان کی ہر جماعت لازمی طور پر کم سے کم ایک پرچہ اپنے نام جاری کرائے۔ مبلغ چھ روپے سالانہ اس کے چندہ کی قیمت کچھ زیادہ نہیں۔ اور اگر کسی جگہ کے ایک فرد میں اس قدر ہمت نہ ہو تو وہ دو دو تین تین آدمی مل کر ایک اخبار جاری کرائیں۔

(ب) جن دوستوں کو خدا تعالےٰ نے مالی وسعت دے رکھی ہے وہ خدا کے دین کی اشاعت اور اپنے غریب بھائیوں کی تعلیم و تربیت میں مدد دینے کے خیال سے کچھ رقم دفتر کو بھیجیں۔ اس سے مستحق افراد و جماعتوں کے نام اخبار جاری کئے جائیں

جو خدا کے فضل سے ہماری جماعت ہندوستان کے ہر حصہ میں پھیلی ہوئی ہے ساتھ ہمارا اخبار بھی سارے ہندوستان میں پہنچتا ہے۔ اس لئے جو احباب جماعت بالخصوص عہدہ داران اس بات کی کوشش فرمائیں اور اپنے یہاں کے دوکانداران تجارت پیشہ احباب سے اخبار کے لئے مناسب اشتہار حاصل کر کے بغرض اشاعت بھیجیں اور شرح اشتہارات منیجر صاحب دفتر سے معلوم کی جا سکتی ہیں جو نسبتاً رعایتی نرخ پر مقرر ہے

(د) ہر خریدار اپنا چندہ ہمیشہ پیشگی ارسال فرمائے اور اپنے ذمہ کبھی بقایا نہ ہونے دے۔ اور اگر اُس کے علم میں کوئی اخبار کا بقایا دار ہو تو اُسے اسکی اہمیت واضح کر کے رقم کی جلد ادائیگی کی طرف توجہ دلائے۔

(ہ) نظارت دعوت و تبلیغ کو ایسے پتہ جات ارسال کئے جائیں جہاں اخبار کا بھیجا جانا تبلیغی اور جماعتی نقطۂ نگاہ سے مفید ہو اس سلسلہ میں اگر قریب کی جماعت یا وہ خود ہی کوئی مالی تعاون کر سکتے ہوں تو اس کا بھی ذکر کر دیں تا اسکے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

۲۔ اخبار کو نسبتاً زیادہ عمدہ مفید اور دلچسپ بنانے کے لئے احباب جماعت مندرجہ ذیل طریق پر تعاون فرمائیں

(ا) ہمیشہ اپنے مفید مشورہ سے مستفید فرمائیں تا اگر کوئی خامی ہو تو اسے جلد دور کیا جا سکے۔ اور اگر کوئی عمدہ قابل عمل تجویز ہو تو اس پر جلد عمل کیا جا سکے۔

(ب) اپنے یہاں کی دلچسپ معلومات اطلاعات المبارزین بغرض اشاعت بھیجیں۔

(ج) آپکے تبلیغی میدان میں اگر کوئی ایسا سوال کیا گیا ہے جو آپ کے نزدیک نیا ہے یا اس رنگ کا ہے کہ اگر اس کا جواب شائع کیا جائے تو وہ دوسروں کے لئے بھی مفید ہو سکتا ہے تو وہ سوال اور اگر جواب دے سکتے ہوں تو مع جواب بغرض اشاعت بھیجیں۔

(د) آپکے علاقہ میں عوام کو بیدار کرنے کیلئے کن امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت زیادہ ہے۔ اور خاص طور پر مسلمانوں کی مذہبی حالت سے خبر دی جائے۔

(ہ) اپنی معلومات کو بڑھانے کے لئے سوال لکھ کر بھیجیں جن کا جواب شائع کیا جائے گا۔

(و) اپنے غیر مسلم اور غیر احمدی دوستوں سے میانہ روی اور اصلاحی مضامین لیکر بغرض اشاعت بھیجیں

اگر سب احباب جماعت اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ان میں سے ہر ایک اخبار کو بہتر اور زیادہ مقبول بنانے میں پوری دلچسپی لیگا۔ اور پھر وقتاً فوقتاً اپنے

[illegible]

جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے شہنشاہ ایران کی خدمت میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا تحفہ

لندن (بذریعہ تار) امام مسجد لندن مکرم مولود احمد خاں نے مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۵۵ء کو لندن کے ایرانی سفارت خانہ کی ایک نہایت سادہ اور مؤثر تقریب میں شہنشاہ ایران کی خدمت میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید کی ایک جلد تحفے کے طور پر پیش کی۔ شہنشاہ موصوف نے اس تحفہ کو قبول کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو سراہا۔ اور اس تمنا کا اظہار فرمایا کہ انگریزی ترجمہ قرآن مجید کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو۔ موصوف یہ معلوم کر کے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جرمن اور ڈچ زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ حال ہی میں شائع کیا گیا ہے۔ اور زیادہ خوش ہوئے۔ جماعت احمدیہ کے جس وفد نے شاہ موصوف سے ملاقات کر کے یہ تحفہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ امام مسجد لندن کے علاوہ حسب ذیل ممبران پر مشتمل تھا۔

۱۔ جرمن نو مسلم ہر عبد الشکور کنزے ۔ ۲۔ چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ۔ ۳۔ مولوی نذیر احمد صاحب مبشر ۔ سید محمود احمد صاحب ناصر۔

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۵-۲-۵۵ء بمقام ربوہ۔ خطبہ نویس مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

اللہ تعالیٰ نے یہی بتائی ہے کہ اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اسلامی تعلیم کو بھول گئے ہیں۔ ان کو دوبارہ اسلامی تعلیم سے واقف کیا جائے۔ اور جو لوگ ابھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ اور انہیں اسلامی تعلیم کی خبر نہیں ان کو اسلامی تعلیم سے باخبر کیا جائے یہ کام بہت اہم ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک روحانی کام ہے اور جب بھی دنیوی ترقیات کی رو چلے گی۔ اس کی کشش کم ہو جائے گی مثلاً دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ

بعض دفعہ ایک رو چلتی ہے

جس کے نتیجہ میں لوگ باقی سب کاموں کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

لاہور میں کرکٹ کا میچ ہوا۔ تو ہر ایک کو یہی شوق تھا کہ وہ وہاں جا کر کرکٹ کا میچ دیکھے۔ حالانکہ سب لوگ اس کے شوقین نہیں ہوتے۔ بعض لوگ تاش کے شوقین ہوتے ہیں بعض شطرنج کے شوقین ہوتے ہیں بعض فٹ بال کے شوقین ہوتے ہیں۔ بعض ٹینس کے شوقین ہوتے ہیں بعض بیڈمنٹن کے شوقین ہوتے ہیں لیکن اس وقت کرکٹ کا میچ ہوا۔ تو سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ

کرکٹ کا میچ

دیکھ لے۔ اسی طرح دنیا میں عیاشی اور دل کی رغبت کے کئی طرح کے سامان ہوتے ہیں۔ مثلاً سرکس ہوتا ہے تھیٹر ہوتا ہے سینما ہوتا ہے۔ ناچ اور گانے ہوتے ہیں۔ کوئی شخص کسی کا شوقین ہوتا ہے۔ اور کوئی کسی کا شوقین ہوتا ہے۔ لیکن جب کسی فن میں مہارت رکھنے والے آجاتے ہیں۔ تو سب لوگ اس کا فن دیکھنے کے لئے آجاتے ہیں لیکن جو چیز پہلے ہی دن ان کی رغبت کا موجب ہو اس کی طرف وہ زیادہ جاتے ہیں۔ اس کی کشش دائمیت بہت کم ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق روحانیت سے ہے اور

روحانی چاشنی رکھنے والے لوگ

بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ سکھوں کے زمانہ میں لوٹ مار زیادہ تھی کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی۔ تو دوسرے لوگ اس سے چھین لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک مجلس میں ذکر ہو رہا تھا کیا کسی نے گندم کی روٹی کھائی ہے۔ ان دنوں لوگ زیادہ تر باجرہ جوار اور جو کھاتے تھے۔ گندم شاذ ہی ملتی تھی۔ اور اگر یہ پتہ لگ جاتا۔ کہ کسی کے پاس گندم ہے۔ تو سکھ اس سے چھین لیتے۔ تمام لوگوں نے کہا ہم نے تو گندم کی روٹی نہیں کھائی۔ صرف ایک شخص نے کہا کہ گندم کی روٹی مزیدار ہوتی ہے۔ دوسروں نے پوچھا۔ کیا تم نے گندم کی روٹی کھائی ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے کھائی تو نہیں۔ لیکن گندم کی روٹی ایک شخص کو کھاتے دیکھا ہے۔ کھانے والا چٹخارے لے لے کر کھاتا تھا جس سے میں نے سمجھا کہ گندم کی روٹی بڑی مزیدار ہوتی ہے۔ اب گندم کی روٹی

ایک مادی چیز

ہے۔ کھانے والا چٹخارے مارتا ہے۔ تو دیکھنے والے کو بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے اس کا مزہ آ رہا ہے۔ پھر اس کے چہرہ کے آثار اور آثار چڑھاؤ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ روٹی بڑی مزیدار ہے۔ پھر بعض لوگ پلاؤ کھانے کے شوقین ہوتے ہیں پلاؤ مل جائے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ لیکن روٹی سالن دیا جائے۔ تو اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن نمازوں کے مزے کا کسی دوسرے کو پتہ نہیں لگتا۔ کیونکہ ان کا مزہ اور لذت مخفی ہوتی ہے لیکن مادی چیزوں کا مزہ مخفی نہیں ہوتا۔ وہ ہر کوئی محسوس کر لیتا ہے۔

دوسرا فرق

روحانی اور مادی چیزوں میں یہ ہے۔ کہ روحانی مزہ انسان خود حاصل کرتا ہے کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ لیکن مادی چیزوں کا مزہ دوسرے کو بھی چکھایا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر تم میرے پاس آؤ اور دریافت کرو کہ نماز کا کیا مزہ ہے۔ تو میں تمہیں اپنی تھوڑی سی نماز دے کر اس کا مزہ چکھا نہیں سکتا۔ لیکن میرے پاس پلاؤ ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں نے پلاؤ نہیں کھایا۔ مجھے علم نہیں۔ کہ اس کا کیا مزہ ہے۔ تو میں اپنی رکابی اس کی طرف سرکا دوں گا

گی۔ مادی چیز کا مزہ چکھایا جا سکتا ہے لیکن روحانی چیز کا مزہ نہیں چکھایا جا سکتا

اس کے لئے ایک ذوق پیدا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی مشق کرنی پڑتی ہے۔ انگریزی زبان میں

ایک محاورہ ہے

ایک ایکوائرڈ ٹیسٹ Acquired taste ہوتا ہے۔ یعنی بعض چیزوں کا مزہ فوری طور پر آ جاتا ہے۔ اور بعض کا مزہ عادت کے بعد آتا ہے۔ چنانچہ جتنی نشہ کی چیزیں ہیں ان کا مزہ ایکوائرڈ ٹیسٹ ہے یعنی طبعی مزہ نہیں بلکہ شروع میں زبان اور منہ کو وہ بری لگتی ہیں۔ مثلاً شراب ہے سگرٹ ہے۔ سگار ہے۔ یہ سب ایکوائرڈ ٹیسٹ والی ہیں۔ اگر کوئی شخص زردہ نہیں کھاتا۔ اور اسے زردہ کھلا دیا جائے۔ تو اسے قے آ جائے گی۔ لیکن جنہیں زردہ کھانے کی عادت ہے۔ وہ قربانی کر کے بھی زردہ حاصل کریں گے یا پٹھانوں میں نسوار لینے کی عادت ہے۔ اگر کسی نے پہلے کبھی نسوار نہ لی ہو۔ تو نسوار لینے سے اس کا سر چکرائے گا۔ سگرٹ اور سگار کی بھی یہی حالت ہے۔ اگر کسی کو نئے سرے سے سگرٹ یا سگار پلایا جائے۔ تو اس کے سر میں درد ہونے لگتی ہے۔ بلکہ بعض کو تو اس کے دھوئیں سے ہی تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے

سگرٹ اور سگار پینے والے

لوگ جب ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ جو اس کے عادی نہیں ہوتے۔ تو پہلے اجازت لے لیتے ہیں۔ اور پھر سگرٹ یا سگار پیتے ہیں میرے پاس بھی ملاقات کے لئے جب ایسے لوگ آتے ہیں۔ اور انہیں سگرٹ پینے کی حاجت محسوس ہو تو وہ کہتے ہیں۔ کیا ہمیں سگرٹ پینے کی اجازت ہے۔ مثلاً اگر غیر احمدی یا عیسائی لوگ مجھے ملنے کے لئے آ جائیں۔ تو وہ اکثر اجازت لیتے ہیں۔ اور پھر سگرٹ پیتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک انگریز آیا۔ جب اسے سگرٹ پینے کی حاجت محسوس ہوئی۔ تو اس نے مجھ سے کہا۔ کیا میں سگرٹ پی لوں۔ کیونکہ وہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ یہ ایکوائرڈ ٹیسٹ ہے۔ اور صرف عادی لوگوں کو ہی آ سکتا ہے۔ دوسروں کو نہیں اسی طرح نماز اور روزہ بھی ایکوائرڈ ٹیسٹ ہے۔ اور یہ مزہ صرف ایک دفعہ نماز پڑھنے یا سجدہ رکوع کرنے سے نہیں آتا بلکہ

مشق کرنے کے بعد آتا ہے

دل اور روح کی وابستگی کے بعد آتا ہے پہلے نہیں لیکن پلاؤ زردہ اور دوسری مادی چیزوں کا مزہ عادت کے بعد نہیں ہوتا۔ ہزاروں میں سے کوئی ایسا شخص ملے گا جو کہیگا مجھے ان میں مزہ نہیں آتا۔ باقی لوگ ایسے ہی نکلیں گے۔ جن سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن روحانی چیزوں کا مزہ مشق کے ساتھ آئے گا۔ پھر روحانی چیزوں کا مزہ دوسروں کو چکھایا نہیں جا سکتا۔ لیکن دنیوی چیزوں کا مزہ چکھایا جا سکتا ہے۔ گویا اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ کہ پلاؤ کا کیا مزہ ہے تو ہم اسے پلاؤ دے سکتے ہیں۔ لیکن کوئی یہ کہے کہ مجھے نماز کے مزہ کا علم نہیں۔ تو اسے ہم اپنی نماز کا کوئی حصہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس کے لئے ذاتی طور پر عادت ڈالنا اور توجہ کرنا ضروری ہے۔ پس جب کسی جماعت کو مادی ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔ تو روحانی مزے کم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اول تو یہ مخفی ہوتے ہیں۔ پھر دوسروں کو چکھائے نہیں جا سکتے۔ اس لئے جب شان و شوکت کا زمانہ آتا ہے۔ تو یہ صرف چند لوگوں میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ باقی لوگ زمانہ کی رو کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔

اس وقت

یہ دور نہایت خطرناک طور پر آیا ہوا ہے

جتنی دولت اس وقت موجود ہے۔ اور جتنے زمین کے مخفی خزانوں کو اس زمانہ میں ظاہر کیا گیا ہے پہلے نہیں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں زمین اپنے سارے خزانے باہر پھینک دے گی۔ تمام زمین کھود دی جائے گی۔ اور جو کچھ اس کے اندر ہوگا باہر آ جائے گا۔ اور پھر صرف زمین کی مخفی چیزوں کو ہی ظاہر نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ آسمان کا چھلکا بھی اتارا جائے گا۔ اور جو چیزیں فائدہ پہنچانے والی ہیں۔ وہ جمع کر لی جائیں گی۔ مثلاً سورج کی گرمی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ کاسمک ریز ہیں۔ ان کے ذریعہ سورج کی شعاعوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اب ان

شعاعوں سے ایک خاص طاقت

پیدا کی گئی ہے۔ جس سے کارخانوں کو چلایا جائے گا۔ اور ہوائی جہازوں کو تباہ کیا جا سکے گا۔ پس جتنی دولت اور سامان اس وقت مہیا کئے گئے ہیں۔ پہلے نہیں تھے۔ ان کے مقابلہ میں روحانی مزہ ایک مخفی چیز ہے۔ ایک شخص کو بے شک روحانی تسکین اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو رہا ہو۔ وہ تسبیح کر رہا ہو۔ اور اس میں لذت محسوس کر رہا ہو۔ لیکن دوسرے لوگوں کو اس کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی نے انگور کا مزہ نہیں چکھا۔ تو اسے انگور کا مزہ چکھایا جا سکتا ہے۔ لیکن روحانی لذت سے کسی کو واقف نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے دلائل دیئے جائیں گے۔ اور کہا جائے گا۔ تم مشق کرو۔ پھر یہ لذت حاصل ہوگی پس یہ بہت مشکل کام ہے۔ اس میں

کامیابی کا طریق

یہی ہے کہ لوگوں کو اس کی طرف مائل کیا جائے۔ اور انہیں مائل اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے۔ کہ انہیں اس سے آگاہ کیا جائے۔ اور واقفیت بہم پہنچائی جائے۔ اس سے پہلے کوئی شخص ہمارے دلائل سننے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ مگر ہر ایک کو یہ دلائل سنانے کون جائے گا۔ ہم ربوہ میں بیٹھے ہیں۔ اور ہماری زبان اردو ہے۔ چین ہم سے بہت دور ہے۔ اور وہاں اردو زبان نہیں بولی جاتی۔ اب ہم اس ملک کے رہنے والوں کو اپنے دلائل کس طرح سمجھا سکتے ہیں۔ انڈونیشیا ہم سے بہت دور ہے۔ وہاں کے رہنے والے نہ ہماری زبان جانتے ہیں۔ اور نہ ہم ان کی زبان جانتے ہیں۔ پھر ہم ربوہ میں بیٹھ کر اپنے دلائل کا قائل کس طرح کر سکتے ہیں۔ پھر جاپانی لوگ ہیں۔ وہ ہم سے ہزاروں میل دور ہیں اور جاپانی زبان ہمیں آتی نہیں۔ ہماری زبان انہیں نہیں آتی۔ پھر ہم انہیں اپنے دلائل کیسے سنا سکتے ہیں۔ لیکن

لٹریچر کے ذریعہ

یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ ایک چینی یا ایک جاپانی کو حاصل کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ ہم اس کے ذریعہ اپنے لٹریچر کا ترجمہ چینی یا جاپانی میں کرا کے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو اپنے دلائل سنا سکتے ہیں۔ ہم خود تو وہاں نہیں جا سکتے۔ لیکن ہماری کتابیں وہاں جا سکتی ہیں۔ ہم خود تو ان کی زبان نہیں جانتے۔ لیکن ہماری کتابوں کا ترجمہ چینی اور جاپانی میں کیا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح لٹریچر کو دوسرے لوگوں میں پھیلایا جا سکتا ہے۔ ماننا یا نہ ماننا ان لوگوں کا کام ہے۔ ہمارا نہیں۔ لیکن اس ذریعہ سے دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور دروازہ کھلنے سے اس بات کا امکان ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ہمارے دلائل کو تسلیم کر لیں۔ میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر تحریک کی تھی۔ کہ جماعت میں

لائبریریاں قائم کی جائیں

اور ان میں ہر طرح کا لٹریچر رکھا جائے۔ پھر لٹریچر اس رنگ میں شائع کیا جائے۔ کہ وہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہو۔ قرآن کریم کو ہی دیکھ لو۔ یہ ہر ملک کے لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ لیکن پہلے علماء نے جو تفاسیر لکھی ہیں۔ وہ آج کل کے لوگوں کی تسلی کا موجب نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ آج کل جو سوالات پیش آ رہے ہیں۔ وہ پہلے پیش نہیں آئے تھے۔ اس لئے پہلے علماء نے ان کو اپنی تفاسیر میں حل نہیں کیا۔ اب ہم تفسیر لکھتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں۔ ایسی تفسیر پہلوں نے نہیں لکھی۔

اس کی وجہ یہی ہے۔

کہ جو سوالات ہمارے سامنے پیش آ رہے ہیں وہ پہلوں کے سامنے پیش نہیں آئے تھے۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے لکھا۔ اگر ان کے سامنے موجودہ سوالات پیدا ہوتے۔ تو ان کے مطابق قرآنی تفاسیر لکھتے۔ لیکن چونکہ ان کے سامنے اس قسم کے حالات پیش نہیں آئے۔ اور انہوں نے اس کے مطابق تفسیریں نہیں لکھیں۔ اس لئے ان کی تفاسیر سے اس زمانہ میں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اب اگر پہلی کتابوں کو مدنظر رکھ کر مضامین لکھے جائیں۔ تو وہ مفید نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے میں جماعت کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ ہمارے علماء اس وقت تک پرانی لکیر کے فقیر ہیں۔ وہ

زمانہ کے موجودہ حالات

کو مدنظر نہیں رکھتے۔ پہلے طریق سے اگر لوگوں کو سمجھایا جائے۔ تو وہ ہماری بات نہیں سمجھیں گے۔ لیکن نئے طریق سے سمجھاؤ گے۔ تو وہ نہ صرف تمہاری بات سمجھیں گے بلکہ اسے تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے۔ میں ایک دفعہ کراچی گیا۔ تو مجھے ایک دوست ملے۔ انہوں نے بتایا کہ میں احمدیت کا مداح ہوں۔ لیکن اس بات سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ کہ آپ کی جماعت کے لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہم تو کافر نہیں کہتے۔ میں تو انہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی کو کافر نہ کہیں۔ چنانچہ پاس والے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے میں نے کہا۔ کہ کیا آپ لوگ انہیں کافر کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ اس پر اس دوست نے کہا۔ یہ لوگ مجھے کافر نہیں کہتے۔ لیکن دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس پر میں نے جماعت کے دوستوں سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ ہم تو مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے۔ پھر میں نے کہا۔ کہ

ہم کسی کو کافر نہیں کہتے

لیکن اگر کوئی خلاف اسلام عقائد رکھتا ہو۔ تو ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ بعض کفریہ عقائد رکھتا ہے مثلاً مسلمان یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی کئی آیتیں منسوخ ہیں۔ اور اگر یہ عقیدہ درست ہو۔ تو سارے قرآن کا اعتبار اٹھ جاتا ہے ہم جس صفحہ کو بھی کھولیں گے ہم کہیں گے کہ معلوم نہیں یہ فقرہ محکم ہے یا منسوخ ہو چکا ہے۔ اب جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ ہم ان کے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ ان میں یہ کفریہ عقیدہ آگیا ہے۔ میں نے یہ مثال دی۔ تو اس نے کہا۔ اس قسم کے لوگوں کا ذکر چھوڑیئے۔ وہ تو پکے کافر ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ تو انہیں پکا کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں پکا کافر نہیں سمجھتے۔ ہاں یہ کہتے ہیں۔ کہ ایسے لوگ بعض کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ ہمارا کوئی مطلب نہیں ہوتا

فرق صرف اتنا ہے

کہ ہم کھل کر بات کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ کھل کر بات نہیں کرتے۔ ورنہ وہ بھی اس قسم کے عقیدہ کو کفریہ عقیدہ ہی سمجھتے ہیں۔ اگر اس قسم کے بعض کفریہ عقائد کسی کے نزدیک جماعت احمدیہ میں بھی پائے جائیں۔ تو وہ بھی فقرہ اس کے متعلق بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اس پر یہ بات اس دوست کی سمجھ میں آگئی۔ اگر اسے اس طرح نہ سمجھایا جاتا۔ تو یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ اسی طرح اگر ہمارے کسی کو کافر کہنے سے ہم ثابت کر دیں کہ اس میں بعض کفریہ عقائد ہیں۔ تو وہ فوراً مان جائے گا۔ مثلاً بعض لوگ

قبروں کو سجدہ کرتے ہیں

اگر ہم کہہ دیں۔ کہ تم مشرک ہو گئے ہو۔ تو وہ ناراض ہو جائیں گے لیکن اگر ہم کہیں۔ کہ تم میں یہ شرک والا عقیدہ ہے۔ تو اس پر وہ برا نہیں منائے گا۔ بلکہ دوسرے لوگ مثلاً اہل حدیث بھی ہماری تائید کرنے لگ جائیں گے۔

پس ہر زمانہ کے مطابق ایک طریق کلام ہوتا ہے۔ اگر اس طریق کے مطابق گفتگو کی جائے۔ تو بات دوسروں کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ جیسے اس زمانہ کی بولی اگر دو سو سال قبل بولی جاتی۔ تو وہ اس وقت کے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ اسی طرح پرانے طریق پر بات کی جائے۔ تو دوسرے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پس

میں علماء کو کہتا ہوں

کہ وہ نئے طریق کلام کو جاری کریں۔ اور سائنس اقتصادیات اور سیاسی ترقی کے نتیجہ میں جو وساوس لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھ کر لٹریچر تیار کریں۔ اور پھر اسے شائع کرا کے لائبریریوں میں رکھوائیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بعثت کا مقصد

پورا ہو سکتا ہے۔ اگر ہم موجودہ وساوس کو دور نہ کریں۔ اور اسی زمانہ کے حالات کے لحاظ سے ان کا ازالہ نہ کریں۔ تو ہمارا لٹریچر مفید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب زبان بدل چکی ہے۔ حضرت نانا جان رضؓ اہل حدیث نیاز مند تھے۔ ایک دن خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے درس حدیث میں

یتیموں کی کفالت

کا ذکر آگیا۔ تو آپ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ آپ لنگر خانہ میں گئے۔ اور وہاں سے ایک یتیم بچہ کو ساتھ لے لیا۔ اور گھر جا کر اس کی خاطر و مدارات شروع کر دی۔ لیکن وہ لڑکا کسی اور بولی کا عادی تھا۔ وہ نانا جان رضؓ کا رویہ دیکھ کر نخرے کرنے لگا۔ ایک دن آپ نے اسے کہا۔ کہ آؤ ناشتہ کر لو۔ وہ کہنے لگا میں ناشتہ نہیں کرتا۔ آپ کہتے یہ چیز لے لو۔ تو وہ کہتا میں یہ چیز نہیں لیتا۔ آپ نے باری باری ساری چیزیں اس کے سامنے پیش کیں۔ لیکن وہ یہی کہتا گیا کہ میں نہیں کھاتا۔ حضرت نانا جان رضؓ جن سے سارے ڈرتے تھے۔ اس کی منت سماجت کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ تم یہ چیز کھا لو۔ پھر میں تمہیں حسب منشاء سب چیزیں لا دوں گا۔ لیکن وہ انکار پر انکار کئے جا رہا تھا۔ ہم دوسرے کمرے میں ہنس رہے تھے۔ کہ کس طرح نانا جان اس یتیم بچے کے سامنے یتیم بنے بیٹھے ہیں۔ جب آپ نے دیکھا کہ وہ کوئی بات نہیں مانتا تو آپ نے جوتی اتار لی اور اسے کہا کھاتا ہے یا نہیں کھاتا۔ اس نے کہا میں ابھی کھا لیتا ہوں۔ اب وہ بچہ جوتی کا عادی تھا۔ یتیم تو تھا ہی۔ چچاؤں نے مار کھانے کی عادت ڈال دی تھی۔ اور نانا جان پیار کرتے تھے۔ اس لئے آپ جتنا پیار کرتے تھے وہ سمجھتا تھا کہ میری عزت ہو رہی ہے۔ لیکن جب آپ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو آپ نے جوتی اٹھا لی۔ اور اس پر فوراً مان گیا۔ پس

ہر ایک شخص کی بولی الگ الگ ہے

جو لوگ پیار سے ماننے والے ہیں۔ وہ پیار سے ہی مانیں گے سختی سے بگڑ جائیں گے۔ اور جو لوگ سختی سے ماننے والے ہیں وہ سختی سے ہی مانیں گے۔ نرمی سے بگڑ جائیں گے۔ پس لوگوں کی زبانوں میں فرق ہے لہجوں میں فرق ہے۔ طریق تعلیم میں فرق ہے اخلاق میں فرق ہے۔ اور ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسروں کو سمجھانا پڑتا ہے۔ جو شخص اس بات کو مدنظر نہیں رکھتا۔ اور علم النفس کا ماہر نہیں ہوتا۔ وہ صحیح مبلغ نہیں بن سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مختلف لوگوں سے مختلف طریق سے گفتگو فرماتے تھے عورتوں سے اور رنگ میں کلام فرماتے۔ مردوں سے اور رنگ میں بات کرتے۔ مہاجروں سے اور رنگ میں گفتگو فرماتے۔ اور انصار سے کلام فرماتے تو آپ کا رنگ اور ہوتا۔ ایک ہی بات کو سننے والوں کی نسبت سے چکر دے کر بیان فرماتے۔ اور اس رنگ میں کہتے کہ وہ خوبصورت نظر آتی۔ مہاجروں کا ذکر آتا تو آپ فرماتے ہیں جن لوگوں نے

خدا تعالےٰ کی خاطر

اپنے وطن چھوڑ دیئے تھے اپنے مال چھوڑ دیئے ان سے اچھا اور کون ہو سکتا ہے۔ اور انصار سے گفتگو فرماتے۔ تو آپ اس رنگ میں گفتگو فرماتے کہ جن لوگوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے محض

خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے مال پیش کر دیئے۔ ان پر اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے۔ ان سے اچھا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس طرح دونوں فریق خوش ہوتے اور اپنی اپنی جگہ قربانی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ پس مبلغین اور دوسرے علماء کا کام ہے کہ وہ

اس قسم کا لٹریچر تیار کریں

جس کی اس زمانہ میں ضرورت ہے۔ وہ اس طرز پر تصنیف نہ کریں جس طرز پر پچھلے علماء تصنیف کرتے چلے آئے ہیں۔ اگر تم نماز کی صرف رکعات اور سجدے بیان کرتے ہو تو یورپ والوں کی سمجھ میں تمہاری بات نہیں آسکتی۔ لیکن اگر تم اس طرز سے یہ بات پیش کرو کہ نماز سے تمہارے اخلاق احساسات اور جذبات پر یہ اثر پڑتا ہے۔ تو یورپ والوں کی سمجھ میں یہ بات آجائیگی۔ اور وہ تمہاری بات سننے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ علم النفس کو سمجھتے ہیں۔ کوئی زمانہ تھا۔ جب یہ کہا جاتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے نماز پڑھو تو لوگ بات مان لیتے تھے۔ لیکن اب اگر کہا جائے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے نماز پڑھو۔ تو لوگ کہیں گے خدا تعالیٰ کو نماز کی کیا ضرورت ہے۔ ہر ایک زمانہ کی زبان الگ الگ ہوتی ہے۔ اور اپنی بات سمجھانے کے لئے اس زبان میں بات کرنی پڑتی ہے۔ جسے لوگ سمجھتے ہوں۔ ایک بزرگ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے دریافت کیا کہ

جنت کیوں اچھی ہے

تو کسی نے کہا اس میں بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔ اس لئے وہ اچھی ہے۔ کسی نے کہا جنت میں مومن کو دائمی زندگی ملے گی اس لئے وہ اچھی ہے۔ غرض ہر ایک نے کوئی نہ کوئی وجہ بیان کر دی۔ اس بزرگ نے کہا میرے لئے دوزخ اور جنت دونوں برابر ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے دوزخ میں ڈالا ہے۔ تو میرے نزدیک دوزخ اچھی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے مجھے جنت میں ڈالا ہے۔ تو میرے نزدیک جنت اچھی ہے۔ یہ ایک صوفیانہ رنگ تھا جو آجکل نہیں چلتا۔ اب اگر کہیں کہ مومن کو جنت ملے گی تو لوگ کہتے ہیں جنت کہاں ہے۔ کس جگہ ہے خدا تعالیٰ نے جنت کیوں بنائی ہے۔ غرض اس زمانہ میں

پرانے جوابات سے لوگ مطمئن نہیں ہوتے

صرف یہ کہہ دینا کہ خدا تعالیٰ خوش ہوگا۔ لوگوں کو مطمئن کرنے کیلئے کافی نہیں۔ فلسفہ آن آئے گا۔ تو یہ باتیں لوگ مان لیں گے۔ اس سے پہلے نہیں۔ کسی زمانہ میں اگر یہ کہا جاتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں دوزخ میں بھی ڈال دے تو ہم اس پر راضی ہیں۔ تو سب پر جذبۂ ایمان سے کپکپی آجاتی تھی۔ لیکن اب یورپ والے اس بات پر ہنس پڑتے ہیں۔ ہاں وہ مادی زبان اور علم النفس کی بات کو فوراً مان جاتے ہیں۔ باقی باتوں کے ماننے کے لئے وہ تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے قرآن کریم نے دونوں قسم کی باتوں کو لیا ہے۔ اس نے صوفیانہ رنگ کو بھی لیا ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ رسول جس نے تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس نے گویا میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور

علم النفس کو بھی لیا ہے

کہ فرمایا ہم جو حکم دیتے ہیں۔ وہ تمہارے فائدے کے لئے دیتے ہیں۔ ہمیں اپنا کوئی فائدہ مدنظر نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض جگہوں پر آمرانہ طرز عمل بھی اختیار کیا گیا ہے۔ پس ہر زمانہ میں الگ الگ زبان ہوتی ہے۔ آمریت اور جمہوریت دونوں باتیں قرآن کریم میں موجود ہیں لیکن ایک وقت میں اور ایک قوم کے سامنے ایک ہی بات پر زور دیا جا سکتا ہے دونوں پر نہیں۔ پس تم اس رنگ میں لٹریچر تیار کرو۔ پھر جب لٹریچر تیار ہو جائے تو

جماعت کا فرض ہے

کہ وہ اس لٹریچر کو پھیلائے ....

..... اگر جماعت لٹریچر کو پھیلائے گی نہیں، تو تمام کوششیں بیکار ہو جائیں گی۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ جماعت ہر جگہ پر لائبریری قائم کرے۔ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی لائبریریاں قائم کر سکتی ہیں۔ بلکہ ان پڑھ لوگ بھی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جالندھر کے ایک احمدی تھے۔ وہ اکہ چلایا کرتے تھے (ان دنوں جالندھر کے ایک حصہ میں ریل جاری نہیں ہوئی تھی اس لئے لوگ اکوں پر سفر کرتے تھے) ان کے ذریعہ درجنوں آدمی احمدی ہوئے تھے۔ وہ خود تو پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ لیکن وہ

الحکم اور سلسلہ کی کتابیں

منگوایا کرتے تھے۔ اُن کا طریق تھا کہ اپنے پاس کوئی کتاب رکھ لیتے۔ اور جونہی گھوڑے کی باگیں پکڑتے۔ کتاب نکال کر کسی سواری کو دے دیتے۔ اور کہتے کسی نے یہ کتاب مجھے بھیجی ہے میں ان پڑھ ہوں آپ سنا دیں تو مجھے معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اب خالی بیٹھے ہوئے بھی کوئی شغل چاہیئے۔ وہ بڑی خوشی سے سنانے لگ جاتا۔ وہ سمجھ رہا ہوتا تھا کہ میں اکے والے کو اخبار یا کتاب سنا رہا ہوں۔ اور اکے والا سمجھتا تھا کہ میں اسے کتاب پڑھا رہا ہوں۔ کئی لوگ دلچسپی لینے لگ جاتے اور کہتے یہ کتاب کہاں سے ملتی ہے یا یہ اخبار کہاں سے نکلتا ہے میں بھی منگوانا چاہتا ہوں۔ تو وہ دوست کہتے میرے پاس اور بھی کئی کتابیں اور رسالے ہیں۔ آپ مجھ سے لے لیں۔ اس طرح ان کے ذریعہ درجنوں الگ احمدی ہوئے۔ پس جہاں کوئی پڑھا ہوا احمدی نہیں وہاں بھی

لائبریری قائم کی جا سکتی ہے

اپنے پاس کتاب رکھو۔ اور اگر کوئی رشتہ دار یا کوئی اور تعلیم یافتہ آدمی آجائے۔ تو اسے کہو اس کتاب کا کوئی حصہ سنا دو۔ اس طرح فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ میں اسے کتاب سنا رہا ہوں۔ اور اس طرح وہ خود بھی استفادہ کرتا ہے۔ اس ترکیب سے آسانی سے دوسروں تک حق پہنچایا جا سکتا ہے۔ قبولیت کا سوال الگ ہے خدا تعالیٰ نے انسان کو آزاد بنایا ہے۔ اسے مجبور کرنے کا ہمیں حق حاصل نہیں۔ اگر سچائی سن لینے کے بعد کوئی ہمیں جھوٹا سمجھتا ہے۔ تو یہ اس کا حق ہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن حق کو جانے کے بغیر کوئی ہمیں جھوٹا کہے تو اس کی

غلط فہمی کا ازالہ

کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ورنہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے مجرم ہوں گے۔ لیکن بات سمجھا دینے کے باوجود کوئی ہمیں جھوٹا کہے تو کوئی حرج نہیں۔ وہ ہمیں جھوٹا کہنے کے باوجود ہمارا بھائی ہے۔ وہ اپنے عقیدہ پر عمل کرتا ہے اور ہم اپنے عقائد کے مطابق چلتے ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا

نماز کے بعد میں کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔

(۱) والدہ صاحبہ میجر محمد حیات صاحب تونسہ۔

(۲) آفتاب جہاں بیگم صاحبہ مالو کمپنیٹ کراچی۔ جنازہ میں بہت کم آدمی شریک ہوئے۔

(۳) قریشی محمد جان صاحب امرتسری اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔ جوانی کے زمانہ سے میں انہیں جانتا ہوں مخلص احمدی تھے۔

(۴) والدہ صاحبہ مسٹر شرف دین صاحب لاہن پور ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ تحصیل جنتیاں لیاہپور میں فوت ہوئی ہیں۔ بیٹوں میں سے کوئی بھی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے نہ پہنچ سکا۔

(۵) چوہدری عبد الرحمٰن صاحب قادیان کے رہنے والے تھے۔ ہمارے خاندان میں نمبرداری تھی۔ مرزا عزیز احمد صاحب نے انہیں سربراہ بنایا ہوا تھا۔

(۶) سلطان بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری غلام نبی صاحب دیہہ ۱۵۱ تعلقہ ڈگری سندھ تمام متعلقین غیر احمدی ہیں۔ جنازہ میں صرف چند احمدی شریک ہوئے۔

(۷) روشن بی بی صاحبہ والدہ غلام دین صاحب ٹبہ جلال ضلع جہلم۔ نماز جنازہ میں بہت کم دوست شریک ہوئے۔

(۸) امۃ الکریم صاحبہ اہلیہ ملک عبد القادر صاحب نمک فروش لائلپور۔ مرحومہ کی خواہش تھی کہ ان کا جنازہ میں پڑھاؤں۔

(۹) منشی محمد امام دین صاحب ساکن ٹھٹہ گرڈھا ضلع سیالکوٹ۔ پرانے صحابی تھے۔

(۱۰) رحمت الٰہی صاحب ولد فضل الٰہی صاحب وڈالہ سندھواں ضلع سیالکوٹ۔ گاؤں میں بہت کم احمدی ہیں۔ اور جو احمدی ہیں وہ بھی جنازہ میں شریک نہیں ہو سکے۔

(۱۱) سعید اللہ خان صاحب پسر نصر اللہ خان صاحب مدرس تو تیکی ضلع گوجرانوالہ۔ صرف تین چار دوست جنازہ میں شریک ہو سکے۔ باقی سارا گاؤں غیر احمدی ہے۔

(۱۲) کمال دین صاحب ولد عبد الرحمٰن صاحب ٹھٹھہ کالو چک ۲۴۲ ڈاکخانہ لنڈیانوالہ ضلع لائلپور۔

(۱۳) ناصرہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد دین صاحب آف کوٹلی۔ جنازہ میں بہت کم دوست شریک ہوئے۔

(۱۴) مسٹر سلیمان کیشوری دار السلام مشرقی افریقہ علاقہ میں کوئی احمدی نہ ہونے کی وجہ سے جنازہ نہیں پڑھا جا سکا۔

(۱۵) چوہدری نور احمد صاحب چیمہ ساکن داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ۔ موصی اور صحابی تھے۔

(۱۶) والدہ صاحبہ محمد معین الحق صاحب بھاگلپور۔ جنازہ میں بہت کم دوست شریک ہوئے۔

(۱۷) سیدہ فاطمہ والدہ مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب نام کے سامنے لکھا گیا ہے۔ کہ مرحومہ صحابیہ تھیں لیکن میرے علم میں وہ صحابیہ نہیں تھیں ان کے لڑکے ابو الخیر محب اللہ صاحب پندرہ سولہ سال کے احمدی ہوئے بہر حال مرحومہ دور کی رہنے والی ہیں اور ان کا لڑکا سلسلہ کا مبلغ ہے۔ اس لئے میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

(الفضل ۱۷ مارچ)

جملہ مبلغین ہند کی توجہ کیلئے

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے سفر خرچ کے متعلق جو نئے قواعد منظور فرمائے ہیں۔ ان کی کاپی ہر مبلغ کو بھجوائی جا چکی ہے۔ مگر بعض مبلغین نے بل بھجواتے وقت اپنے منظور شدہ ماہوار اخراجات کو ملحوظ نہیں رکھا۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ سفر خرچ نئے قواعد کے مطابق ملے گا۔ مگر منظور شدہ اخراجات ماہوار سے زائد سفر کی اجازت نہ ہوگی۔ اور زائد اخراجات منظور نہ کئے جائیں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا میری بیوی قریباً ایک سال سے مرض کمانی میں مبتلا ہے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ احباب ان کیلئے دعائے صحت فرمائیں۔ غلام قادر قریشی نکھنڈ آباد دکن

جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر!

دورانِ سال کے اہم واقعات پر تبصرہ

فرمودہ ۲۷/۱۲/۵۴ بمقام ربوہ - تقریر نویس مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

(قسط اوّل حصہ دوم)

فرمایا

یورپ میں میں نے دیکھا ہے ان کے ہاں ایسی تربیت ہے کہ خطرناک سے خطرناک وقت میں بھی وہ اپنے

نظام کو نہیں بگڑنے دیتے

میں نے اخبار میں ایک دفعہ ایک واقعہ پڑھا۔ واللہ اعلم واقعہ تھا یا لطیفہ۔ مگر اس نے واقعہ کے طور پر لکھا تھا۔ کہ کسی سینما میں لوگ تماشا دیکھ رہے تھے۔ کہ آگ لگ گئی۔ آگ کو دیکھ کر لوگ باہر کی طرف بھاگے۔ اب ڈر یہ پیدا ہوا کہ دروازہ رک جائے گا۔ لوگ اس میں پھنس جائیں گے۔ اور جتنی دیر میں دس نکل سکتے ہیں اتنی دیر میں شاید دو ہی نکلیں۔ ایک ہوشیار آدمی وہاں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے جب ان کی یہ حالت دیکھی۔ تو اس نے سمجھا کہ ان کو فوراً نظم میں لانا چاہیئے۔ ورنہ پھر ان کا نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ ان کے ہاں ایک قاعدہ ہوتا ہے جسے کیو (Queue) کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو دھکا دیتے ہوئے آگے بڑھتے جائیں گے۔ ان کے ہاں

قاعدہ یہ ہے

کہ ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہوتے جاتے ہیں اور پھر اسی ترتیب سے جاتے ہیں جس ترتیب سے وہ کھڑے ہوئے تھے۔ اور یہ عادت ان میں اس قدر راسخ ہو گئی ہے۔ کہ حیرت آتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ لنڈن میں دیکھا۔ میں جا رہا تھا۔ چوہدری [illegible] اور دوسرے دوست ساتھ تھے۔ ایک گلی میں سو گز کی ایک لمبی قطار تھی۔ اور اس کے پہلو میں اسی طرح کی دوسری قطار تھی۔ اور اسی طرح ایک تیسری قطار تھی۔ سب لوگوں کے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے مگ پکڑے ہوئے تھے۔ تینوں کے اگلے سرے کھڑکی کے پاس تھے۔ اور پچھلا سرا ایک کا بہت دور تھا اور دوسرے کا اس سے کم تیسری کا نصف میں ختم ہو جاتا تھا۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا۔ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا یہ شراب خانہ ہے اور یہ شراب خریدنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو پہلی قطار ہے اس سے شراب تقسیم ہونی شروع ہو گی۔ یہاں تک کہ آدمی آدمی شراب خرید لے گا۔ اس کے بعد دوسری قطار کا اگلا آدمی آگے آئے گا۔ اور پھر تیسری کا۔ اب

شراب جیسی چیز

کے نشہ میں انسان کی عقل ماری جاتی ہے۔ ابھی تک وہ خریدار تھے۔ اور شاید کہیں نہ کہیں سے پی کر بھی آئے ہوں گے۔ لیکن اب وہ اپنے گھروں کو شراب لے جا رہے تھے۔ اس دن ہفتہ کی شام تھی۔ اور چونکہ ہفتہ کے دن ان کو تنخواہیں ملتی ہیں۔ اس دن بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ محض اس وجہ سے آرام سے کھڑے ہیں۔ کہ تا ان کا مقررہ قومی نظام نہ ٹوٹے۔ خیر واقعہ میں یہ سنا رہا تھا کہ جب آگ لگی اور لوگ نکلنے لگے تو ان میں سے ایک نے دیکھا کہ اس طرح خطرہ بڑھ گیا ہے۔ تب اس نے "کیو پلیز" (Queue please) کی آواز دی۔ یہ لفظ اس نے زور سے بولا۔ تو یکدم سارے ہٹ کے ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہونے شروع ہو گئے۔ گویا ایسی عادت پڑی ہوئی تھی کہ وہ بھول ہی گئے کہ آگ لگی ہوئی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ سارے کے سارے آرام سے باہر نکل گئے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ تنظیم اتنی کیوں نہیں۔

ابھی مجھ سے

ایک عزیز نے سوال کیا

اور کہا۔ میں ولایت سے آیا ہوں۔ میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا رنگ کچھ متغیر سا ہوا ہوا تھا۔ شاید اس خیال سے کہ کہیں مجھ سے خفا نہ ہو جائیں۔ خیر وہ مجھ سے کہنے لگا۔ خبر نہیں کیا بات ہے۔ ان لوگوں کے اخلاق ہم سے اچھے ہیں۔ میں ہنس پڑا۔ اور میں نے کہا میرا اپنا خیال یہی ہے۔ کہ ان کے اخلاق اچھے ہیں۔ وہ یہ سمجھتا تھا۔ کہ شاید مولویوں کی طرح یہ بھی خفا ہو جائیں گے۔ کہ تم نے اپنی قوم کے اخلاق کو بُرا کہا ہے۔ حالانکہ سچی بات یہی ہے۔ کہ ان کے اخلاق اچھے ہیں۔ تو ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ میرا اپنا بھی یہی خیال ہے۔ پھر اس نے جھجکتے ہوئے مجھ سے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ پھر میں نے اس کو سچا سچا جواب دیا کہ یہ شراب کی وجہ سے ہے۔ اس نے حیرت سے کہا۔ کیا شراب کی وجہ سے ان کے اخلاق اچھے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ اب میں نے سمجھا کہ اب یہ دوسرا وسوسہ اس کے دل میں پیدا ہو گا۔ کہ پھر شراب شروع کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہمارے اخلاق بھی اچھے ہو جائیں۔ تو میں نے اسے بتایا کہ

اصل بات یہ ہے

کہ شراب میں ہزاروں خرابیاں بھی ہیں۔ لیکن شراب میں ایک خوبی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اجتماع فکر کر دیتی ہے۔ جس چیز کو سنیں یا کہیں اسی کو دہراتے چلے جائیں گے۔ اور کسی دوسری چیز کا ان میں احساس ہی نہیں ہو گا۔

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ ایک دفعہ میں گھر میں ٹہل رہا تھا۔ اور ٹہلتے ٹہلتے کوئی کتاب یا کوئی مضمون لکھ رہا تھا۔ نیچے سے مجھے کسی شخص کی آواز آئی جو دوسرے کو پنجابی میں کہہ رہا تھا کہ "بھائی سورن سنگھ کیا پکوڑے کھانے ہیں" مجھے یہ فقرہ کچھ عجیب سا معلوم ہوا۔ چھوٹی سی دیوار تھی۔ پاس ایک سٹول پڑا ہوا تھا میں نے سٹول پر کھڑے ہو کر نیچے جھانکا کہ کیا بات ہے۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ اور دوسرا آدمی جو پیدل تھا وہ اسی جگہ موڑ پر جہاں

صدر انجمن احمدیہ کا دفتر

ہوا کرتا تھا۔ اور اسی کے اوپر مکان کے دوسری طرف میرا دفتر تھا۔ گلی کے نیچے نکڑ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اکٹھے آئے ہیں۔ مگر وہاں آ کے وہ تھک کے بیٹھ گیا ہے۔ اور گھوڑے والا جا رہا ہے۔ اور وہ عجیب [illegible] طرز پہ جیسے کوئی ناز کرتا ہے کہہ رہا تھا "سورن سنگھا پکوڑے کھانے ایں"۔ اس آواز کو سن کر مجھے تعجب ہوا۔ مگر پھر میرا تعجب اور بڑھا کہ سورن سنگھ صاحب گھوڑے پر چڑھے ہوئے کوئی پندرہ گز چلے گئے۔ اور وہ وہیں بیٹھے ہوئے کہتا جاتا ہے "سورن سنگھا پکوڑے کھانے ایں؟" پھر میں نے دیکھا کہ سورن سنگھ صاحب تو گلی کی دوسری نکڑ پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور یہ ابھی پکوڑوں کی دعوت دے رہا ہے۔ اس کے بعد وہ اور آگے نکل گیا۔ اور غائب ہو گیا پھر وہ

بہشتی مقبرہ تک

جا پہنچا اور وہ شخص بیٹھے ہوئے یہی کہہ رہا تھا "بھائی سورن سنگھ کیا پکوڑے کھانے ایں" اب سورن سنگھ صاحب شاید گھر بھی جا پہنچے تھے اور یہ بیٹھا میرے گھر کے نیچے "پکوڑے کھانے ہیں" کا راگ الاپ رہا تھا۔ یہ چیز صرف شراب کی وجہ سے تھی میں سمجھ گیا۔ کہ اس نے شراب پی ہوئی ہے تو شراب اجتماع فکر کرا دیتی ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ

علم النفس کے ذریعہ سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز پر متواتر انسانی ذہن لگ جائے۔ وہ دل میں میخ کی طرح گڑ جاتی ہے۔ تو دوسری خوش قسمتی ان کو یہ نصیب ہوئی (اصل میں تو بدقسمتی تھی مگر خوش قسمتی یہ نصیب ہوئی) کہ کسی نہ کسی وجہ سے مسیحی قوم میں

اخلاق اور رحم اور عفو

پر خاص زور دیا گیا۔ جب وہ شرابیں پی کے اور سج سجا کے اتوار کی چھٹی میں گرجے میں جاتے ہیں (کام ان کو بڑا کرنا پڑتا ہے) تو وہاں جاتے ہی پادری ان کو کہتا ہے کہ تم میں رحم ہونا چاہیئے۔ تم میں شفقت ہونی چاہیئے۔ تم میں صفائی ہونی چاہیئے۔ تم میں نظم ہونا چاہیئے۔ تم میں غریبوں کی ہمدردی ہونی چاہیئے یہ وہ سنتے ہیں۔ اور پھر یہی خیال ان کے دماغ میں گھومتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ کیفیت ہے۔ کہ ہم ہر چیز کے متعلق اس طرح کودتے ہیں۔ جس طرح بندر درخت پر کودتا ہے۔ ابھی ایک خیال ہوتا ہے۔ پھر دوسرا خیال ہوتا ہے۔ پھر تیسرا خیال ہوتا ہے۔ پھر چوتھا خیال ہوتا ہے۔ ایک جگہ پر ہم ٹکتے ہی نہیں جس کی وجہ سے

اعلیٰ سے اعلیٰ قرآنی تعلیم

اور حدیثی تعلیم ہمارے اندر جذب نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہم جھٹ اس سے کود کر آگے چلے جاتے ہیں (رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا علاج مراقبہ بتایا ہے۔ اور مختلف شکلوں میں صوفیائے کرام نے اس پر عمل کی تدابیر نکالی ہیں۔ مگر اس مادی دور میں اس کو پوچھتا کون ہے) تو میں نے کہا۔ ایسا شراب کی وجہ سے ہے۔ اور میں نے ان کو بتایا کہ ہمارے ہاں بھی خدا تعالیٰ نے اس کا علاج رکھا ہے۔ مگر ہمارے علماء نے وہ علاج اختیار نہیں کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم اور حدیث کی تعلیم جو ان امور کے متعلق ہے اس کو بار بار ذہن میں لایا جائے۔ جسے مراقبہ کہتے ہیں۔ اور پھر بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے مگر ہمارے ہاں تو بجائے یہ کہنے کے کہ

اخلاق کی درستی ہونی چاہیئے

بس یہی ہوتا ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو یوں سجدہ کرو۔ یوں ڈھیلا استعمال کرو۔ کم سے کم سات دفعہ جب تک پتھر سے خاص خاص حرکات نہ کرو۔ تمہارے ڈھیلے کا فعل درست ہی نہیں ہوسکتا۔ غرض یا قشر پر زور دیا جاتا ہے یا رسم پر زور دیا جاتا ہے۔ اور جو اصل سبق ان احکام کے پیچھے ہے۔ اسے بالکل نظرانداز کیا جاتا ہے غرض ادھر دماغوں کو اپنی طرف متوجہ رکھنے والا جو ایک جسمانی سامان ان کو میسر ہے وہ ہمیں نہیں ہمارے پاس روحانی سامان تھے۔ اخلاقی سامان تھے۔ لیکن ان کو ہم استعمال نہیں کرتے

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ ان کے ہاں یہ اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں نہیں ہوتے۔ تو بہرحال تربیت کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرتی۔ اور ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم تربیت کریں۔ لیکن بار بار جلسہ پر بھی میں نے کہا ہے۔ خطبے بھی کہے ہیں زبانی بھی ہدایتیں دی ہیں۔ لیکن "وہی ڈھاک کے تین پات" وہ اپنی جگہ سے ہلتی نہیں۔ مثلاً ملاقات ہوتی ہے۔ اس ملاقات کے لئے میں نے متواتر خیوان پر ہدایتیں دی ہیں۔ جلسے پر ہدایتیں دی ہیں۔ کہ جو لوگ آتے ہیں۔ وہ اپنی محبت کے جذبہ میں آتے ہیں تمہاری طرح ڈیوٹی پر نہیں کھڑے ہوئے۔ ان کا دل یہ چاہتا ہے کہ جہاں سے ہم داخل ہوں خلیفہ کے منہ پر ہماری نظر پڑنی شروع ہو جائے۔ مگر

بار بار سمجھانے کے باوجود

پہریدار ہمیشہ میرے منہ کے آگے کھڑا ہوتا ہے اور ملاقاتی کو لاکر اور پھر اپنی بیٹھ کے پیچھے سے گذار کر سامنے کرتے ہیں تاکہ اسے کچھ نظر نہ آئے۔ اور جس وقت وہ میرے پاس آتا ہے اس وقت ایک دوسرے ملاقات کروانے والے صاحب اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیتے ہیں۔ اور اسے کہتے ہیں "چلو پیچھے کو" وہ نظارہ بالکل ایسا ہوتا ہے جیسے تین آنہ والی یا چھ آنہ والی مشین ہوتی ہے جس کے اندر تین آنے یا چھ آنے ڈالے۔ تو اندر سے ایک پیکٹ نکل آتا ہے۔ اس غریب ملاقاتی کی ملاقات بھی اسی پیکٹ کے نکلنے کی طرح ہوتی ہے۔ اور کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ بار بار میں نے سمجھایا ہے کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ بعض کارکن ایسے ہیں کہ ان کے متعلق میں نے یہاں تک ہدایت دی ہے۔ کہ آئندہ ان کو کام پر نہ مقرر کیا کرو کیونکہ یہ ہمیشہ دخل دیتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہی مقرر ہوتے ہیں۔ اور

ان کا کام یہ ہوتا ہے

کہ ہاتھ پکڑا اور نکالا۔ ہاتھ پکڑا اور نکالا۔ حالانکہ میں نے منع کیا ہوا ہے۔ کہ اگر میں سمجھوں گا کہ رد کرنے کا وقت آیا ہے۔ تو میں آپ کہہ دوں گا۔ کہ ان کو رخصت کردو۔ جب تک میں نہیں کہتا۔ تمہارا کام نہیں۔ کہ ان کو گھسیٹو۔ یا اگر خطرے والی بات ہو۔ تو بے شک اس وقت ہر انسان اپنی عقل کو استعمال کرتا ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی دشمن آگیا ہے۔ اور وہ کوئی حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو پھر تمہیں

پیرا حکم لینے کی ضرورت

نہیں۔ آپ ہی اپنی طرف سے انتظام کرسکتے ہو۔ مگر وہ تو لاکھوں میں سے کوئی شخص ہوگا اگر فرض کرو مجھے نو ہزار آدمی ملتا ہے۔ تو اس میں سے آٹھ ہزار نو سے ننانوے تو نیک اور مخلص اور محبت کرنے والا مزدور ہوتا ہے۔ اس کے لئے اس قسم کی حرکت میں کرنے کی ضرورت کیا ہوئی۔ لیکن کبھی باز نہیں آتے۔ پھر مردوں نے تو کچھ نہ کچھ تنظیمیں کرلی ہیں۔ مگر عورتوں میں بھی یہی ہوتا ہے۔ مثلاً آج ہی میں نے یہاں آنا تھا۔ تو میں نے ان سے کہا۔ کہ مجھے کچھ تھوڑا سا وقت دے دینا۔ تاکہ میں اس میں اپنے نوٹوں پر نظر ڈال لوں۔ اور وہ پھر دماغ میں تازہ ہو جائیں۔ تو مجھے کہا گیا کہ اچھا ایک گھنٹہ ملاقات ہوگی۔ لیکن یہ نہیں سوچا کہ ایک گھنٹہ میں کتنی ملاقاتیں ہوسکتی ہیں۔ مرد دعا میں آتا ہے۔ کہ انہوں نے اندازے کرلئے ہیں۔ کہ ایک گھنٹہ میں اتنے آدمیوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ اگر وہ گھنٹہ کہیں گے۔ تو ساتھ آدمی بھی بتادیں گے۔ کہ اتنا آدمی آسکے گا۔ مگر انہوں نے گھنٹہ کی ملاقات رکھ دی۔ اور چھ گھنٹہ کی عورتیں جمع کرلیں۔ پھر عورتوں بے چاریوں کے لئے اور بھی مشکل ہوتی ہے۔ یعنی کچھ تو ایسی ہوتی ہیں۔ کہ پردہ میں بیٹھی لیٹائی آئیں اور کہہ کے چلی گئیں السلام علیکم دعا کے لئے آئی ہیں اور کچھ جیسے میں نے کہا ہے ہمارے گھروں میں پرانی آنے والی ہوتی ہیں جن کی گودیوں میں ہم پلے تھے۔ یا جنہوں نے ہم کو کھلایا پلایا تھا۔ وہ تو کہتی ہیں۔ کہ یہ ہماری جائیداد ہے۔ ہم چھوڑیں گی نہیں۔ تم ان کو بیچارے کیوں گھسیٹتی ہو۔ کچھ بھی کرو۔ وہ یہی کہتی چلی جائیں گی۔ کہ "ذرا ٹھیر جاؤ ایک گل کرنی ہے"۔ غرض وہ اپنی ہی کہی جاتی ہیں۔ تو ان کو بھی چاہیئے۔ کہ ان ساری باتوں کو سوچ کر آدمیوں کی بھی تقسیم کریں۔ اور وقت بھی مقرر کرلیا کریں کہ اتنا وقت ہے۔ اور اس میں اتنے آدمی مل سکتے ہیں۔ پھر اتنے آدمیوں کو آنے دیں۔ اور اس کے بعد والوں کے لئے دوسرا وقت مقرر کردیں۔ مگر باوجود سمجھانے کے ان میں ابھی یہ بات پیدا نہیں ہوئی ہے

بس میں

پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ اگر تم نے تربیت نہیں حاصل کرنی۔ تو پھر اس لیکچر کی غرض ہی بیکار ہے۔ اس میں تو یہی بتایا جائے گا۔ اور بتایا جاتا ہے۔ اور بڑی بات اور اہم بات اس میں یہی ہوتی ہے۔ کہ ہماری جماعت کو اپنے اخلاق کس طرح زیادہ سے زیادہ ٹھیک کرنے چاہئیں۔ اور کس طرح اپنی تنظیم کو زیادہ سے زیادہ درست کرنا چاہیئے۔

— (باقی) —

حضرت کرشنؑ

از مکرم گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

— (۶) —

خواجہ حسن نظامی صاحب

موجودہ زمانہ کے صوفیاء میں سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے شری کرشن جی کے متعلق ایک کتاب تصنیف کردی ہے۔ جو ۱۹۱۷ء میں حالی پریس دہلی میں چھپی ہے۔ اُس کے صفحہ ۲۲ پر آپ محبت اور پریم سے شری کرشن جی کو مخاطب کرکے کہتے ہیں:۔

"سلام تجھ پر اے غریب گوالن کی گود ٹھنڈی کرنے والے۔ اے وہ جو ایک مفلس دودھ والی کی آغوش میں پھولوں کی سیج سے زیادہ آرام میں پاؤں پھیلائے سوتا ہے تجھ پر ہزاروں سلام"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہندوستان میں جس قدر اوتار اور راہنما گذرے ہیں اُن سب میں شری کرشن باعتبار صفات گوناگوں ممتاز تھے"!

نواب صاحب کے حوالہ کے ساتھ ایک مختصر حوالہ مزید درج ذیل ہے:۔

خواجہ صاحب کا ایک ٹریکٹ جس کا نام "ہندوستان کے دو پیغمبر" رام و کرشن سلام اللہ علیہما کے حالات تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے بائیسویں جلسہ میں ہزاروں مسلمانوں کو خواجہ حسن نظامی خانقاہ نشین حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلوی نے بنائے اور مخزن پریس لاہور میں چھپوا کر مفت تقسیم کئے۔ اشاعت ۱۳۲۵ھ

اور اس میں رسولوں کی ایک فہرست بھی دی ہے جس میں رام اور کرشن کے نام بھی ہیں۔

مولوی محمد اجمل خان صاحب ایم۔ اے اپنی کتاب "نغمہ خداوندی" میں مولوی عبدالباری صاحب مرحوم سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اکثر فرمایا ہے۔ کہ سری کرشن جی کے جو حالات ہیں اُن کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ ہندوستان کے نبی ہوں۔ اس لئے کہ نص صریح لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ آیت کریمہ کا نظریہ بتاتا ہے کہ ہر ملک و قوم میں ایک نبی ضرور بھیجا گیا ہے۔ اور ہندوستان کا اس نظریہ سے مستثنیٰ ہونا بعید از قیاس ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ اکثر بزرگان دین نے ایسے مقامات پر خصوصیت سے عبادت اور چلہ کشی کی ہے۔ جہاں ہندوؤں کے مقدس مقامات ہیں (نغمہ خداوندی صفحہ)

مولوی عبدالباری صاحب مرحوم فرنگی محلی کے قول کی اس معتبر روایت کے ساتھ مولوی عنایت رسول صاحب چڑیاکوٹی عبرانی کے مشہور فاضل کے قول کی ایک روایت چوہدری نبی احمد سندیلوی نے اپنی کتاب "وقائع عالمگیری" جو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے حالات کے متعلق ہے۔ اُس کے مقدمہ میں جو کیفی صاحب چڑیاکوٹی نے لکھا ہے کہ شری کرشن جی جو محتاط عمر تادمِ حکیم اور فلسفی تھے۔ اُن کی تصویر بعض مورخوں نے ایسی کھینچی ہے۔ برج اور گوپیوں کے متعلق ایسے ایسے افسانے تراشے ہیں کہ کرشن جی کا سفید دامن بالکل سیاہ نظر آتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اُن کو نبی مانتا ہے۔ ہمارے خیال میں بھی مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی استاد سرسید کے قول کے مطابق وہ نبی تھے۔ اس پر آیت لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ دال ہے (باقی)

سنہ ۱۸۹۴ء کا سُورج گرہن

احباب کی اطلاع کیلئے یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس سنہ ۱۸۹۴ء کی جنتری ہے جو کانپور سے شائع شدہ ہے اس جنتری میں اس گرہن کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد ماہ رمضان میں چاند کو تیرہویں تاریخ میں اور سورج کو اٹھائیسویں تاریخ میں لگا تھا۔ بہ اتفاقات مخالفین اس کا ثبوت طلب کیا کرتے ہیں لہذا اگر کسی دوست کو وہ دکھانے کیلئے جنتری کی ضرورت ہو تو حسب ذیل پتہ سے عاریۃً حاصل کرسکتے ہیں۔

محمد احمد احمدی مکان ۲۸/۴۲ کھمنیاں بازار کانپور۔ یوپی

شذرات

فریادِ بیوہ

اس عنوان کے تحت جناب روشن صاحب پٹیڑی ایک پُردرد نظم معاصر ریاست دہلی کے ۱۲ فروری کے اشاعت میں آئی ہے۔ جس کے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

موت شوہر کی ہوئی ہے اسمیں میرا کیا قصور
کیوں رکھا جاتا ہے مجھ کو زندگی سے دور دور
صرف قدرت ہی کو موت و زیست پر ہے اختیار
اس کے آگے ہیں برابر مفلس و سرمایہ دار
دوسروں کے جرم کی دیتے ہو مجھ کو کیوں سزا
ہستیٔ مظلوم پر کرتے ہو ظلم ناروا
کس وجہ سے دوسری شادی کا مجھ کو حق نہیں
آرزوئیں ماں کی ہیں میرے دل میں دنیائے حسیں
دوسری شادی کی مجھ کو بھی اجازت چاہیئے
بے زبانوں بیکسوں پر بھی عنایت کیجئے
زندگی کے دن بسر کرنے کا کچھ ساماں بھی ہو
میرے درد و رنج تنہائی کا کچھ درماں بھی ہو
زندگانی کا سفر ... نہیں ساتھی بغیر
ہو نہیں سکتی باغِ جہاں کی تنہا سیر
مونس و غمخوار ہونا چاہیئے میرا کوئی
جس کے یا تحت سہارے پر بسر ہو زندگی

غیر مسلموں میں بیوگان کا رواج نہیں بلکہ اسے برا سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے لاکھوں بیوگان ان میں پائی جاتی ہیں۔ ان پابند رسم و رواج بے چاریوں پر جو گذرتی ہوگی اور طرح طرح کے خیالات ان کے قلوب میں موجزن رہتے ہوں گے۔ سوائے دوسری شادی کے اس درد کا کچھ درماں نہیں۔ نئی روشنی کے ساتھ اسلام کی تعلیم کی برتری ہی ثابت ہو رہی ہے۔ اور ربما یودّ الذین کفروا لو کانوا مسلمین کا نظارہ نظر آتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف بیوگان کے نکاح کی تاکید فرمائی۔ بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھلایا۔ چنانچہ ایک سوا آپ کی کوئی بیوی ناکتخدا نہ تھی۔

نیپال میں مسلمانوں کیلئے "جنت"

زیر عنوان بالا معاصر ہفت روزہ ریاست رقمطراز ہیں:-

ذیل کی دلچسپ اطلاع ایک روزانہ اخبار میں شائع ہوئی ہے۔

"بارہ لاکھ مسلمانوں کی آبادی نیپال میں ہے۔ لیکن آج تک مسلمانوں کا کوئی فرد گزیٹڈ حاکم کی پوسٹ پر مامور نہ تھا۔ لیکن ابھی نیپال نریش نے حب السبحان صاحب کو کمپیوڈا کمر دار حاکم کا منصب عطا فرمایا ہے جس سے پورے نیپال کے اندر خوشی پائی جاتی ہے"۔

خوب! ہندو نازازم، ہندو ڈم، ہندو خودغرضی اور ہندو ڈکٹیٹرشپ ملاحظہ کیجئے۔ کہ نیپال کی ہندو ریاست میں بارہ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ مگر ان بارہ لاکھ میں سے آج تک کبھی کسی تحصیل کا تحصیلدار مسلمان مقرر نہ کیا گیا۔

بعض لوگ پاکستان قائم کرنے کا الزام مرحوم مسٹر جناح پر لگاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر جناح نے ہندوستان کو تقسیم کر کے اپنے وطن کے ساتھ غداری کی۔ . . . .

. . . .

. . . مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا ہندوستان کو تقسیم اور پاکستان کو قائم کرنے کی ذمہ داری ان ہندوؤں پر نہیں۔ جو مسلمانوں کو صدیوں سے نفرت کرتے ہوئے ان کے ہاتھ کا چھوا بھی نہیں کھاتے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو انسان نہ سمجھا جنہوں نے غیر ہندوؤں کو کبھی مساوی حقوق نہ دیئے اور کیا. . . . پاکستان کے ذمہ دار نہیں۔ جو اپنے پیٹ اور بینک بیلنس کے اضافہ کے لئے فرقہ وارانہ لعنت کی سپرٹ پیدا کرتے ہوئے مسلمانوں اور اسلام پر حملے کرتے رہے اور جن کے جواب میں مسلمانوں کو اسلامی سٹیٹ کا مطالبہ کرنا پڑا۔

پاکستان تو بن گیا، اس کی ذمہ داری چاہے نخوت پسند. . . . ہندو یا خودغرض اور شر انگیز. . . . . اخبارات پر۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر اب پنجاب میں خالصتان بنا تو اس کا سہرا بھی ان ہندوؤں اور ہندو اخبارات کے سر ہوگا۔ جو دن رات سکھوں اور سکھ مذہب کے خلاف دشنام طرازی میں مصروف ہیں۔ کاش کہ یہ ہندو ملک پر رحم کرتے اور محسوس کیا جاتا کہ ان کا یہ قدم ہندوستان کو تباہ کرنے کا باعث ہے۔ اور اسے حب الوطنی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ یہ بلاشبہ ملک اور وطن کے ساتھ غداری ہے"۔

اگر مندرجہ بالا حقیقت ہے تو فرد و تلخ محسوس ہوگی۔ لیکن ہم دلی ہمدردی سے ہندو سکھ بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے جذبات سے کھیلنا تفرق و انشقاق کا بیج بونا ہے جس کا پھل سخت کڑوا۔ نقصان دہ اور ہلاکت خیز ہوگا۔ اور قبل اس کے کہ نوبت یہاں تک پہنچے روکا جائے

پھر کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

ابھی وقت ہے کہ اس تکلیف دہ صورتحال کا بغور جائزہ لیا جائے۔ مبادا خلیج اس قدر وسعت اختیار کرے کہ جس کا پاٹنا کسی کے بس کا روگ نہ ہو۔ حضرت شیخ سعدی کا کیا خوب فرماتے ہیں:-

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

جماعت احمدیہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں رکھتی جو قرآن و سنت کے خلاف ہو

شام کے ایک قانون دان کا دلچسپ مضمون

ملک شام کے مشہور اخبار "صوت العرب" مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء میں مشہور پلیڈر جناب محمد آفندی الشوا کا ذیل کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے مفتی شام کے تازہ فتویٰ کا بہترین اور مختصر رنگ میں جواب دیا ہے۔ اس قابل قدر نوٹ کا ترجمہ درج ذیل ہے (ابو العطاء جالندھری)

دمشق کے مشہور روزنامہ "الصالحہ" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۵۶ء میں اپنے ایک نامہ نگار کی طرف سے مفتی عام دمشق کا ایک بیان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے عوام الناس کو احمدیت کے قبول کرنے سے روکا ہے۔ کیونکہ مفتی صاحب کے خیال کے مطابق احمدی عقائد قرآن مجید اور سنت کے خلاف ہیں۔ لیکن جناب مفتی صاحب نے احمدیت کے مخالف قرآن و سنت ہونے کے بارے میں کوئی معین چیز ذکر نہیں فرمائی۔

چونکہ احمدی لوگ ہی تمام براعظموں میں اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔ اور وہ سب کو قرآن کریم اور سنت نبویؐ کی طرف بلاتے ہیں۔ اس لئے میں جناب مفتی صاحب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ کم از کم ایک چیز تو ایسی ذکر فرمائیں جو احمدیوں کے عقائد میں داخل ہو۔ اور مفتی صاحب اس کے مخالف قرآن و سنت ہونے پر کوئی دلیل قائم کر سکیں۔ ورنہ ماننا پڑے گا۔ کہ انہوں نے لوگوں کے سامنے ایک ایسا فتویٰ پیش کیا ہے۔ جس پر کوئی دلیل اور برہان قائم نہیں۔

گذشتہ دنوں شاہ فاروق کے علیحدہ کئے جانے سے قبل کی بات ہے کہ مصر کے بہت سے مشہور لوگ احمدیوں کو سچا مسلمان قرار دے چکے ہیں۔ جب مصر کے سابق مفتی نے آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے بارے میں ایک فتویٰ دیا تھا تو مصر کے مشاہیر نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تائید میں اور مصر کے سابق مفتی کے خلاف بیانات شائع کئے۔ ان مشاہیر میں سابق ترین مفتی علامہ سلام نصار الاستاذ محمد ابراہیم سالم چیف جسٹس عدالت علیہ شرعیہ الاستاذ عبدالرحمٰن عزام سابق جنرل سیکرٹری عرب لیگ اور الاستاذ خان محمد خالد محرم اور بہت سے دیگر علماء شامل ہیں۔

علاوہ ازیں ملک شام میں احمدیت کے ماننے والوں میں تمام معتبر اور قابل ذکر شامی خاندانوں کے لوگ موجود ہیں چنانچہ ان لوگوں میں الحاکم اعظم۔ المرادی شبیب الحسنی الساعاتی۔ الجبیلی۔ الادناؤط۔ سونیہ۔ التیاق۔ النفریاتی بسلطان۔ الاکحل۔ الجابی۔ السیروانی۔ الاکی الشریف۔ باکیر۔ البسلی اور الشوا وغیرہ خاندانوں کے لوگ شامل ہیں۔ اور ان تمام لوگوں نے احمدیت کو پورے اطمینان۔ بکمل تحقیق اور کامل یقین کے ساتھ قبول کیا ہے۔ اور یہ لوگ ہمیشہ حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت الی اللہ کر رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کی گفتگو ہمیشہ بادلیل اور باسلوب احسن ہوتی ہے۔ یہ لوگ جبر اور تشدد کے اس دھمکی آمیز طریق کو اسی طرح حرام جانتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں اسے حرام ٹھہرایا ہے۔ یہ جبر و تشدد کا طریق وہی ہے۔ جسے اس زمانہ میں اسلام کے نام سے پیش کرنے والے بہت سے فرقے ممالک اسلامیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں پاکستان اور مصر میں ان لوگوں نے حکومت کے خلاف اسی طریق پر ناکام کوششیں کی ہیں۔

احمدی لوگ ہر ملک اور ہر حکومت میں جہاں مذہبی آزادی قائم ہے۔ ملکی قوانین کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا یہی حکم ہے۔ نیز اسلام کی اشاعت اور اس کا قیام اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسلام رعایا میں سے کسی شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی حکومت سے خیانت سے پیش آئے۔ اور اسکے خلاف دل میں منصوبے باندھے۔ اور قانون شکنی کرے۔ درآنحالیکہ وہ حکومت عقیدہ اور خیال کی پوری پوری آزادی دے رہی ہو۔ پس اس صورت میں جبکہ احمدی لوگ ہر جگہ پر قائم شدہ حکومت کے نہایت وفادار ہیں۔ مفتی شام کا شامی گورنمنٹ کو احمدیوں کے خلاف اکسانا مفتی صاحب کیلئے مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جناب کا احمدیوں کے خلاف فتویٰ بھی انہیں اپنے عقیدہ سے منحرف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ لوگ احمدیت کو حقیقی اسلام یقین کرتے ہیں۔ اور جناب مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ کے سچا ہونے پر ابھی تک کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اور نہ ہی انہوں نے ہمارے مبلغ الاستاذ منیر الحصنی کے ان سوالات کا جواب دیا ہے۔ جو انہوں نے روزنامہ "العلم" مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۵۴ء اور بعد ازاں رسالہ البشریٰ ۲۲ مئی ۱۹۵۵ء میں شائع کئے تھے۔ اور جنہیں حال ہی میں انہوں نے اپنے رسالہ "الجماعۃ الاحمدیہ" و الانگلیز میں چھاپ کر علماء کرام کے سامنے پیش کیا ہے۔

میں نے بطور ایک حق پرست وکیل کے قسم کھا رکھی ہے کہ میں حق اسی امر کا دفاع کروں گا جسے میں حق سمجھوں گا۔ لہذا میں جناب مفتی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ انہوں نے احمدیوں کے خلاف جو فتویٰ دیا ہے۔ اس کے درست ہونے پر کوئی دلیل قائم کریں۔ کیونکہ قرآن مجید جو ہم سب کے نزدیک حَکَم کی حیثیت رکھتا ہے فرماتا ہے۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۷ رفروری - آج صبح حضور اقدس کی صحت کے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے حسب ذیل رپورٹ ارسال فرمائی ہے:-

رات دو بجے کے قریب لاہور سے ڈاکٹر پیرزادہ صاحب اور ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب تشریف لائے۔ اور حضور کا معائنہ کیا۔ اور کہا کہ فالج کے حملہ کا اثر بہت حد تک دور ہو چکا ہے۔ ان کے نزدیک فالج کے حملہ کی وجہ خون کے دباؤ کا یکدم بڑھ جانا اور دماغ کی شریانوں کا سکڑ جانا تھا۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ بدمعمول پر آ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ انہوں نے بتایا کہ بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر بھی کچھ اثر ہے۔ اور زبان پر بھی خفیف اثر ہے۔ باقی حصہ پر سے فالج کا اثر ختم ہو چکا ہے۔

اس حملہ کی وجہ سے رات حضور کو بے چینی اور بے خوابی بہت رہی۔ اور سر میں درد بھی رہی۔ صبح مکرم جناب ڈاکٹر پیرزادہ صاحب نے پھر معائنہ کیا۔ ان کے خیال میں فالج کا اثر اب قریباً دور ہو چکا ہے۔ کچھ کمزوری بائیں ہاتھ میں ابھی باقی ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ دعاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ فالج کے حملہ کے بعد احباب جماعت کو تاروں کے ذریعہ پاکستان اور بیرونی ممالک میں دعا کے لئے اطلاع دے دی گئی تھی۔

پونے دو بجے بعد دوپہر کی اطلاع

ربوہ ۲۷ رفروری - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے پونے دو بجے بعد دوپہر کی حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے۔

اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ بلڈ پریشر ۱۴۳ ہے

بائیں بازو میں قدرے کمزوری اور بے حسی ہے۔ احباب صحت کاملہ دعاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں (ڈاکٹر حشمت اللہ) (ضمیمہ الفضل ۲۸ ۲/۵۵)

ربوہ ۲۸ رفروری۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کل دوپہر کے بعد سے جو اطلاعات بذریعہ مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب موصول ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:-

(۱) پانچ بجے شام بتاریخ ۲۷ رفروری۔ حضور کی طبیعت بدستور صبح جیسی ہی ہے۔ صبح سے کچھ وقفے ایسے آتے ہیں۔ جس میں بازو پر فالج کا اثر کچھ نمایاں ہو جاتا اور پھر کم ہو جاتا ہے۔ نیز کبھی کبھی ذہن پورا صاف نہیں ہوتا اور بیچا سنے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ خون کا دباؤ ۱۲۸/۷۸ درجہ تک آ گیا ہے۔

(۲) ۹ بجے شب بتاریخ ۲۷ رفروری۔ فالج کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ پانچ بجے کی رپورٹ میں درج کی گئی تھی۔ البتہ سو درجے کے قریب بخار حضور کو ہو گیا ہے۔ اور کچھ سردی محسوس ہوتی ہے بلڈ پریشر اس وقت ۱۲۰ ہے۔

(۳) صبح دس بجے بتاریخ ۲۸ رفروری۔ رات حضور کو بے چینی رہی۔ یعنی گو آنکھ لگتی رہی۔ مگر نیند میں بے چینی سے کروٹیں بدلتے رہے۔ بائیں بازو کی حالت بدستور کل جیسی ہے۔ بائیں ٹانگ میں بھی خفیف سا اثر باقی ہے۔ بلڈ پریشر ۱۲۸/۷۸ ہے۔ ٹمپریچر ۹۹.۲ ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں

(ضمیمہ الفضل ۱ ۳/۵۵)

حضور کی صحت کے متعلق ذیل کے دو ضمیمہ ہائے بدر سائیکلوسٹائل کر کے ارسال کئے جا چکے ہیں:-

قادیان ۲۷ رفروری ۱۹۵۵ء۔ آج حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم کا ذیل کا تار مکرم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ قادیان کے نام موصول ہوا۔ جو گذشتہ رات دس بجے رات روانہ کیا گیا تھا۔

"HAZRAT HAS STROKE PARALYSIS LEFT SIDE INFORM BROTHERS."

ترجمہ۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بائیں طرف ہلکا فالج کا حملہ ہو گیا ہے۔ بھائیوں کو اطلاع کر دیں۔"

احباب کرام! سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو جو مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ وہ نہایت ہی عظیم الشان ہے۔ آپ ہی کے متعلق پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک یتزوج و یولد لہٗ میں پائی جاتی ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مخالفین کے مقابل ایک نشان چاہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر ہوشیار پور میں مناجات کی۔ خاص دعاؤں کے لئے ایک چلہ کاٹا۔ تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو بپایۂ قبولیت بخشتے ہوئے ایک خاص فضل اور رحمت کا نشان عطا فرمایا۔ اور ایک پسر موعود کی خبر دی۔ اور اس پسر موعود کی پیشگوئی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار، غلبۂ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ اور دین اسلام کے زمین کے کناروں تک پھیل جانے کے لئے تھی۔ حضور کا وجود باجود خاص برکات و فیوض کا حامل ہے۔ اس لئے مخلصین کو نہایت درد دل کے ساتھ بہ تواتر و تسلسل اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس وجود کو تادیر سر پر آرائے خلافت رکھے۔ تا دین اسلام دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے۔ اور ہم دیر تک حضور کے فیوض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ دعاؤں کے ساتھ کثرت سے صدقات بھی کئے جائیں۔

قادیان میں اس خبر کے پہنچنے کے بعد اجتماعی دعا اور صدقات نیز اس امر کا بھی انتظام کیا گیا رہا ہے کہ کسی صاحب کو ربوہ بھیجکر جماعت کی طرف سے عیادت کی جائے اور تازہ حالات کے متعلق اطلاع منگوائی جائے۔

تفصیلی حالات موصول ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ اطلاع دی جائے گی۔ (ایڈیٹر بدر قادیان ۲۷/۲/۵۵ء)

ضمیمہ اخبار "بدر" قادیان مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۵ء

قادیان میں ۲۷ رفروری کو یہ اطلاع بذریعہ تار ملی تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو گذشتہ روز فالج کا حملہ ہو گیا تھا۔ اسکی اطلاع ضمیمہ اخبار بدر کے طور پر اخبار مورخہ ۲۴ رفروری کے ہمراہ ارسال کی جا چکی ہے۔ احباب قادیان میں اس خبر سے سخت اضطراب ہوا۔ اور انہوں نے رد بلا کیلئے اسی روز اور کل ایک ایک بکرا صدقہ کے طور پر ذبح کر کے غرباء میں تقسیم کیا اور پیارے آقا کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازئ عمر کیلئے دعائیں کیں۔ صدقات میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے بچوں اور مدرسۃ البنات کی بچیوں تک نے بھی حصہ لیا۔ اور کل بعد نماز عصر مکرم محترم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے مسجد مبارک میں اجتماعی دعا کرائی۔ خواتین نے بھی جو کہ بیت الفکر اور دالان حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا میں جمع ہوئی تھیں۔ دعا میں شرکت کی۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنا۔ جیسا کہ ذیل کی تاروں سے ظاہر ہے:-

(۱) مکرم امیر صاحب موصوف کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ذیل کا تار جو مورخہ ۲۷ رفروری کو بعد دوپہر پونے ۲ بجے ربوہ سے روانہ ہوا تھا ۲۸ رفروری کو صبح آٹھ بجکر پانچ منٹ پر موصول ہوا۔

"HAZRAT'S CONDITION IMPROVING STOP HAD SOME SLEEP DURING NIGHT STOP POWER IN ARM AND LEG ALMOST RESTORED"

ترجمہ۔ حضرت اقدس کی حالت رو بصحت ہے۔ رات کو آپ کو قدرے نیند آ گئی۔ بازو اور ٹانگ کی طاقت قریباً عود کر چکی ہے"۔

اسی طرح مکرم امیر صاحب موصوف کو حضرت صاحبزادہ صاحب کا ذیل کا تار جو ۲۸ رفروری کو ۹ بجکر پانچ منٹ پر روانہ کیا گیا تھا۔ آج قریباً دو بجے بعد دوپہر موصول ہوا۔

"HAZUR PASSED NIGH RESTLESSLY LEFT ARM AND LEG STILL SLIGHTLY AFFECTED ALSO SLIGHT TEMPERETURE"

ترجمہ۔ حضور نے رات بے چینی سے گذاری۔ بائیں بازو اور ٹانگ میں ابھی خفیف اثر باقی ہے۔ نیز خفیف حرارت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو ذیل کا تار کل دوپہر ۰۵-۱۱ پر ارسال فرمایا۔ جو یہاں آج یکم مارچ کو دو بجے بعد دوپہر موصول ہوا:-

"ATTACK OF PARALYSIS WAS SERIOUS BUT COMING UNDER CONTROL QUICKLY PUBLISH NEWS IN BADR"

"فالج کا حملہ خطرناک تھا۔ لیکن تیزی سے اس میں افاقہ ہو رہا ہے۔ بدر میں خبر شائع کر دو"۔

اے بھارت کے احمدی احباب! دیکھا آپ نے حضور کی آپ سے محبت کا مظہرہ۔ حضور دعا کی ہمت پر۔

حضرت کرشنؑ (بقیہ صفحہ ۱)

دلیل بن سکتی ہے علماء کے ان اقوال کے بعد مولوی وحید الزمان خان شاہجہانپوری کی مرتبہ تفسیر وحیدی مطبوعہ مطبع القرآن والسنہ واقع امرتسر کے صفحہ ۹۴۳ بزیر آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ نمبر ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر گذر چکے ہیں۔ اور بہت سے پیغمبروں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نہیں فرمایا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو کسی قوم کے پیغمبروں کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ پیغمبر تھے یا نہ تھے۔ اٰمنت باللہ و بجمیع انبیائہٖ کہنا چاہیئے۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی قوم میں رام چندر اور سری کرشن جی پیغمبر گذرے ہیں اور یہ سب موحد تھے۔"

اور ایک دوسرے موقعہ پر صفحہ ۷۰۲ آیت وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ حاشیہ نمبر ۴ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"قرآن میں پیغمبروں کا حال مذکور ہے۔ ان کے سوا ہر ہر ملک اور ہر ہر ولایت میں اللہ کے پیغمبر آ چکے ہیں۔ اور لوگوں کو توحید اور اچھی باتوں کی ہدایت کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم کو لازم ہے کہ اگلے لوگوں میں سے خواہ وہ کسی قوم میں سے گذرے ہوں۔ مثلاً ہندوؤں یا پارسیوں یا چینیوں میں یونانیوں میں یا رومیوں میں جن کی نسبت یہ ثابت ہو کہ وہ موحد گذرے ہیں کسی کی پیغمبری کا انکار نہ کریں اور یوں کہیں کہ ہم اللہ کے سب پیغمبروں پر ایمان لائے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا کہ ہندوستان میں جو مقدس اور بزرگ لوگ گذرے ہیں۔ جیسے رام چندر جی یا کرشن جی ہم کو اُن کی بُرائی نہ کرنی چاہیئے۔ شاید وہ اللہ کے پیغمبر ہوں۔"

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی آپ فرماتے ہیں:۔

"باقی رہا دین ہنود اُس کی نسبت اگر یہ ہم یقیناً نہیں کہہ سکتے۔ کہ اصل سے یہ دین بھی آسمانی ہے۔ مگر یقیناً یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ دین اصل سے جعلی ہے خدا کی طرف سے نہیں آیا۔ کیونکہ اول تو قرآن شریف میں یہ ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ کوئی امت یا گروہ عظیم ایسی نہیں۔ جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا۔ پھر کیونکر کہیئے کہ اس ولایت ہندوستان میں جو ایک عریض و طویل ولایت ہے کوئی ہادی نہ پہنچا ہو۔ کیا عجیب ہے کہ جس کو ہندو صاحب اوتار کہتے ہیں۔ اپنے زمانے کے نبی یا ولی یعنی نائب نبی ہوں۔ دوسرے قرآن شریف میں یہ بھی ارشاد ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ بعض انبیاء کا قصہ تو ہم نے تجھ سے بیان کر دیا ہے اور بعضوں کا قصہ بیان نہیں کیا۔ سو کیا عجب ہے کہ انبیاء ہندوستان بھی انہیں نبیوں میں سے ہوں جن کا تذکرہ آپ سے نہیں کیا گیا۔ رہی یہ بات کہ اگر ہندوؤں کے اوتار انبیاء یا اولیاء ہوتے تو دعوئ خدائی نہ کرتے اور افعال ناشائستہ مثل زنا۔ چوری وغیرہ اُن سے سرزد نہ ہوتے۔ حالانکہ اوتاروں کے معتقد یعنی ہندو ان دونوں باتوں کے معتقد ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ یہ دونوں باتیں بے شک ان سے سرزد ہوئی ہیں۔ سو اس شبہ کا جواب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دعویٰ خدائی نصاریٰ نے منسوب کر دیا ہو۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدلالت آیات قرآنی اور نیز بدلالت آیات انجیل اپنے بندہ ہونے کے مقرار و معترف تھے...... ایسے ہی کیا عجب ہے کہ سری کرشن اور سری رام چندر کی نسبت تہمت خدائی لگا دی ہو جیسے حضرت لوط اور حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت باوجود اعتقاد نبوت یہود و نصاریٰ تہمت شراب خوری اور زناکاری لگاتے ہیں اور ہم اُن کو اُن عیوب سے بری سمجھتے ہیں ایسے ہی کیا عجب ہے۔ کہ سری کرشن اور رام چندر بھی عیوب مذکورہ سے مبرا ہوں اور دوسروں نے اُن کے ذمے یہ تہمت زنا و سرقہ لگا دی ہو۔"

(مباحثہ شاہجہانپور صفحہ ۳۲ مطبوعہ ۱۹۰۴ء مطبع مجتبائی دہلی)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصیتیں منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی شکایت ہو تو دفتر بذا اسے دریافت کر سکے۔

نمبر ق ۱۳۱۵۷۔ منکہ حکمت اللہ ولد عبد اللہ صاحب قوم قریشی پیشہ دکانداری عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۶ء ساکن جلال آباد ڈاکخانہ خاص ضلع شاہجہانپور صوبہ یو۔پی حال قادیان دار الامان آج مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۵۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر بعد میں کسی قسم کی کوئی جائداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میں اپنی ہر طرح کی جائداد کے جو میں پیدا کروں دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد میری ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو رقم یا جو جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کر کے رسید حاصل کروں گا۔ وہ بوقت حساب میرے حصہ جائداد میں مجرا کی جائیگی۔ میری اس وقت ماہوار آمد مبلغ /۳۰ روپے اندازاً ہے میں اپنی ہر قسم کی آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ دعا ہے تو فیقی الا باللہ العظیم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین۔ العبد حکمت اللہ بقلم خود۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ دار المسیح قادیان۔ گواہ شد ملک محمد بشیر درویش دار المسیح قادیان۔

نمبر ق ۱۳۱۵۸۔ منکہ نفیس بانو زوجہ حکمت اللہ صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن میران پور کٹرہ ڈاکخانہ خاص ضلع شاہجہانپور صوبہ یو۔پی حال قادیان دار الامان آج مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۵۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے کڑے طلائی ایک جوڑی۔ بندے طلائی ایک جوڑی کل وزن ۴ تولے اندازاً (۲) پازیب نقرئی چوڑیاں نقرئی وزن اندازاً ایک سیر۔ ہر دو قسم کے کل زیورات کی قیمت اندازاً پانچ صد روپیہ ہوگی۔ (۳) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ پانچ سو روپیہ /۵۰۰ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں میں اپنی اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں کوئی اور جائداد اس کے علاوہ اپنی زندگی میں پیدا کروں گی۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری وفات پر اگر کوئی جائداد مزید ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا کوئی جائداد اپنی اس وصیت کے حساب میں حوالہ یا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں تو وہ رقم یا جائداد بوقت حساب مجرا کی جائے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ المرقوم ۲۵؍اکتوبر ۱۹۵۲ء۔ العبد نفیس بانو۔ گواہ شد حکمت اللہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ دار المسیح قادیان۔

نمبر ق ۱۳۱۵۹۔ منکہ اقبال احمد ولد عبد الحفیظ قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کریل (حال قادیان) ڈاکخانہ خاص ضلع مین پوری صوبہ یو۔پی۔ آج بتاریخ یکم نومبر ۱۹۵۲ء کو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ میں آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ یا میری وفات پر میری جو جائداد ثابت ہو میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں جو رقم حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں وہ حساب کرتے وقت میرے حصہ جائداد مجرا کی جائیگی۔ میری ماہوار آمد مبلغ /۵۰ روپے ہے میں اپنی ہر قسم کی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد اقبال احمد مورخہ یکم نومبر ۱۹۵۲ء۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ دار المسیح قادیان۔ گواہ شد بشیر احمد حافظ آبادی درویش دار المسیح قادیان۔

نمبر ق ۱۳۱۶۱۔ منکہ رقیہ بیگم زوجہ چوہدری عبد الغفور قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ آج بتاریخ ۳؍نومبر ۱۹۵۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت ماہوار آمد کوئی نہیں جائداد تفصیل ذیل ہے میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور اگر کوئی ماہوار آمد ہوئی۔ تو اس کی اطلاع بھی بروقت سیکرٹری مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ جائداد حسب ذیل ہے (مہر میں اپنے خاوند کو معاف کر چکی ہوں) انام طلائی وزنی ۱ تولہ قیمتی /۸۰ روپے۔ ڈنڈیاں طلائی وزنی ۱ تولہ قیمتی /۸۱ روپیہ۔ کانٹے طلائی وزنی ۱ تولہ قیمتی /۸۰ روپے۔ تعویذ طلائی وزنی ½ تولہ قیمتی /۴۰ روپے۔ پٹڑیاں نقرئی ۴۰ تولہ قیمتی /۳۵ روپے۔ ستارے نقرئی ۱۵ تولہ قیمتی /۱۸ روپے۔ میزان کل /۳۳۴ روپے۔ العبد رقیہ بیگم۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ دار المسیح الموعود قادیان ۱۱/۳/۵۲۔ گواہ شد چوہدری عبد الغفور موصی ۱۰۶۵ قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور۔

درخواستہائے دعا۔ (۱) مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔اے ایڈیٹر ریویو (انگریزی) کو بفضلہ تعالیٰ نسبتاً آرام ہے (۲) مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مقیم ربوہ کو بھی پہلے سے آرام ہے (۳) مولوی محمد عبد اللہ صاحب قادیان کے ایک بھائی بعارضہ دمہ اور ایک بھتیجہ بیمار ہیں۔ (۴) مولوی منظور احمد صاحب مبلغ مسکرا کو ایک معاملہ درپیش ہے۔ احباب سب کے لئے دعا فرمائیں۔

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات پر جلسے

جلسہ مصلح موعود حیدرآباد دکن (حیدرآباد میں)

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیر اہتمام احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد دکن میں بتاریخ ۲۰ رفروری "یوم مصلح موعود" منانے کا انتظام کیا گیا۔ ایک ہزار کے قریب دعوت ناموں کے علاوہ بڑے بڑے پوسٹر بھی چسپاں کئے گئے۔ اور مقامی اخبارات میں بھی جلسے کے اعلانات کئے جاتے رہے۔ ہال کے اندرونی و بیرونی حصوں کو نہایت ہی دل آویز طریق پر سجایا گیا اور مصلح موعود کی پیشگوئی کے مختلف قطعات سبز رنگ کے جلی حروف میں لکھوا کر جلسہ گاہ میں نمایاں مقامات پر آویزاں کئے گئے محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب سیکرٹری مال کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدرآباد نے تلاوت قرآن پاک فرمائی اور رحمت اللہ غوری صاحب نے خوش الحانی سے نظم "باآ فرساعت سعد آگئی زر ضیاء کر" پڑھی۔ صدر محترم نے افتتاحی تقریر میں جلسے کے اغراض و مقاصد پر نہایت جامع الفاظ میں روشنی ڈالی۔

پہلی تقریر قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد مولوی محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی نے فرمائی جس کا عنوان تھا "صحف سابقہ میں مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئیاں"۔ آپ نے اپنی پُر مغز تقریر میں حدیث شریف "طالمود" اور بزرگان دین کی مختلف پیشگوئیاں بھی بیان فرمائیں اور کہا کہ مصلح موعود کے بارے میں ہمیں پیشگوئیوں کا ایک نہایت شاندار سلسلہ ملتا ہے۔ اس کے بعد نعمت اللہ غوری صاحب نے نہایت دلآویز انداز میں اختر گوہندی کی نظم "مقام محمود" پڑھ کر سنائی۔

دوسری تقریر عاجز راقم نے کی جس کا عنوان تھا "مامور۔ تعت کی مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی اور اس کے ظہور پر اس کا تعین" اس میں بیان کیا کہ انبیاء کا کیا کام ہوتا ہے۔ اور اس کام کی تکمیل میں کس طرح خدا تعالےٰ انبیاء کا ساتھ دیتا ہے اور اس سلسلے میں معجزات اور نشانات کی بھی وضاحت کی گئی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس زبردست نشان یعنی پیشگوئی "مصلح موعود" کو مکمل طور پر پیش کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی وہ تمام تحریرات جو اس پیشگوئی کے تعین سے متعلق تھیں انہیں بھی پیش کیا گیا اور اس طرح سے ثابت کیا گیا کہ یہ پیشگوئی کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی۔

محمد اکرم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "فسبحان الذی اخزی الاعادی" ایک پُر اثر انداز سے سنائی۔ جس کے بعد حکیم عبدالصمد صاحب نے تقریر کی۔ آپ کا عنوان تھا: "وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔" آپ نے مقام حسن و احسان کی تعریف فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور کی مماثلت ثابت فرمائی اور حضور کے اولوالعزم ہونے پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ بعدہٗ سید عمر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار" نہایت خوش الحانی سے سنائی۔ جس کے اختتام پر مولوی سراج الحق صاحب مبلغ نے پیشگوئی کے حصہ

" وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا ۔ ۔ ۔
اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔"

پر تقریر کی اور بتایا کہ ساری دنیا ل کر بھی ایسی مثال نہیں پیش کرسکتی کہ دنیاوی اعتبار سے بہت کم حصول علم کرنے والی ایک ہستی ظاہری و باطنی علوم کا ایک دریا بہا رہی ہو۔ آپ نے احمدیت کی ترقی جماعت کی تنظیم اور تبلیغ اسلام جو دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور حضور کے بے مثال کارناموں کا بھی ایک دلکش انداز میں بیان فرمایا۔

پیر افتخار احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "محمود کی آمین" سنائی۔ جس کے بعد مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدرآباد "فضل عمرؓ" کے عنوان پر تقریر کی۔ مولوی صاحب محترم نے حضرت عمرؓ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی مماثلت (۱۴) مختلف نکات سے ثابت فرمائی۔ اور ہر نکتے کو نہایت ہی محققانہ اور عالمانہ انداز میں بیان فرمایا۔ آپ کے مخصوص انداز تقریر زبردست دلائل و براہین اور بہجت

شاعروں نے حاضرین جلسہ پر ایک دیرپا اثر چھوڑا۔

صدر محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب نے تقریر صدارت میں حاضرین سے اپیل کی کہ اس جلسے میں انہیں جو دعوت فکری ہے اسے کام میں لاتے ہوئے وہ حصول صداقت کے لئے فوری جد وجہد شروع کر دیں۔ تاکہ خدا کی رضا ان کے ساتھ ہو۔

آخر میں قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور ساڑھے جلسہ ڈیڑھ بجے برخواست ہوا۔

جلسہ گاہ حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ انتہا یہ کہ جوبلی ہال جتنے بڑے ہال میں بھی گنجائش نہ ہونے کے باعث لوگ سڑک پر اور صحن میں ہمہ تن گوش بنے بیٹھے تھے۔ غیر احمدی احباب نے جلسے کی کارروائی سے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور بہت بڑی تعداد میں شریک ہوئے جلسے کے اختتام پر حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی۔ اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی درازیٔ عمر اور صحت و عافیت کے لئے ایک بکرا بطور صدقہ دیا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ الراقم

میر احمد صادق ایم۔ اے سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن

سری پار پدن پدا (اڑلیسہ)

۲۰ رفروری ۱۹۵۵ء کو جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب کالے خاں صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پدن پدا تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ "پیشگوئی مصلح موعود کن حالات میں کی گئی" اور "مصلح موعود کی خدمت اسلامی" کے موضوع پر جناب کالے خاں صاحب پریذیڈنٹ نے تقریر فرمائی۔ بعد ازاں خاکسار خلیل الدین احمد نے "مصلح موعود کے ذریعہ نظام جماعت کا استحکام" اور "مصلح موعود کا خدا تعالےٰ سے کامل تعلق" کے عنوانات پر تقریر کی بالآخر بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار خلیل الدین احمد مولوی فاضل سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سری پار پدن پدا

دیودرگ (حیدرآباد دکن)

۲۰ رفروری ۱۹۵۵ء کو حسب پروگرام جلسہ "مصلح موعود" بڑی شان سے منایا گیا تقریباً دو صد مسلم و غیر مسلم و سرکاری افسران کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے تین صد سے زائد احباب شریک جلسہ رہے۔ سڑک پر بھی جلسہ کی کارروائی سننے کے لئے کافی بھیڑ لگی رہی۔ جلسہ کے بعد حاضرین نے دعوت طعام میں شرکت کی۔ اسی موقعہ پر "فضل لائبریری" کا افتتاح بھی کیا گیا۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے جلسہ بڑی کامیابی سے ختم ہوا۔ اور لوگوں پر بڑا اچھا اثر پڑا۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ جماعت کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد الحلیم و عبدالرحیم سیکرٹری تبلیغ دیودرگ

مسکرا (یو۔ پی)

جلسہ گاہ تبلیغی چارٹروں سے مزین تھا۔ مقامی دوست بابو بھیا نے اپنا لاؤڈ سپیکر دیا۔ اور سیٹھ بھجن لال نے بیٹری دی۔ جس کے لئے ہر دو احباب کی جماعت شکرگزار ہے جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ پہلی تقریر ماسٹر سلطان احمد صاحب نے کی۔ دوسری تقریر جناب محمد تقی صاحب نے "مصلح موعود کے زمانہ میں حمایت اسلام" پر فرمائی۔ بعدہٗ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے تمام پہلوؤں پر اجمالی روشنی ڈالی۔ جلسہ میں مسلم و غیر مسلم احباب کافی تعداد میں موجود تھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے جلسہ بہت کامیاب رہا۔ خاکسار منظور احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ مسکرا۔ یو۔ پی

حضرت اقدس ایدہ اللہ کی صحت (بقیہ صفحہ ۹)

شدت علالت کے باوجود آپ کو یاد رکھتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ خبر بھی شائع کر دی جائے یعنی احباب کو خفت مرض کا جلد علم ہو جائے اور علالت کی خبر سے زیادہ دیر تک ہراساں اور پریشان نہ رہیں۔ اللہ اللہ کیا ہی مجسم رحمت حضور کا وجود ہے۔ کس قدر ضروری ہے کہ اس رحیم و کریم اور شفیق وجود کیلئے جو ہمارے لئے ابر رحمت ہے ہم اپنی دعائیں صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے وقف کر دیں۔ علاوہ ازیں ہر سچے احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرائض تبلیغ۔ تربیت اور ادائیگی چندہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے دے۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ چستی دکھائے۔ تاکہ حضور کی علالت کے ساتھ اس بارہ میں کسی قسم کا فکر لاحق نہ ہو۔ بلکہ خوش کن خبروں کے باعث صحت پر خوشگوار اثر پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

ضمیمہ الفضل بابت ۲۸؍ فروری اور یکم مارچ سے معلوم ہوا کہ ۲۷؍ کو رات دو بجے لاہور سے ڈاکٹر پیرزادہ صاحب اور ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب تشریف لائے۔ اور معائنہ کیا اور کہا کہ فالج کے حملہ کا اثر بہت حد تک دور ہو چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نوٹ:۔ چونکہ بفضلہ تعالیٰ حضور کی صحت تیزی سے روبہ اصلاح ہے۔ اس لئے اگر بذریعہ تار ہفتے قبل احباب کو کوئی اطلاع نہ بھجوائی جائے۔ تو اس وجہ سے کسی قسم کی تشویش محسوس نہ کریں اور درد مندانہ دعائیں جاری رکھیں۔ (ایڈیٹر بدر قادیان) ۱-۳-۵۵

قادیان ۲؍ مارچ ۱۹۵۵ء کل بعد دوپہر ساڑھے دو بجے کا حضرت صاحبزادہ صاحب ذیل کا تار مکرم امیر صاحب موصوف کو آج ۲-۸ بجے صبح موصول ہوا۔

"HAZRAT CONDITION SOMEWHAT IMPROVED LEFT ARM MOVEMENT ALSO SLIGHTLY BETTER BUT HEADACHE INCREASED DOCTOR YUSAF AND DOCTOR ABDULHAQ FROM LAHORE ATTENDED LAST NIGHT AND EMPHASISED COMPLETE PHYSICAL AND MENTAL REST INFORM OTHER JAMATS"

ترجمہ: حضرت صاحب کی حالت قدرے بہتر ہے۔ اور بائیں بازو کی حرکت بھی پہلے سے کچھ بہتر ہے لیکن سر درد میں زیادتی ہے۔ ڈاکٹر پیرزادہ صاحب۔ ڈاکٹر یوسف صاحب اور ڈاکٹر عبدالحق صاحب دیکھنے کیلئے گذشتہ رات لاہور سے آئے۔ اور کامل جسمانی اور دماغی آرام کرنے کی تاکید کی۔ دوسری جماعتوں کو بھی اطلاع کر دیں۔ (ایڈیٹر بدر قادیان ۲-۳-۵۵)

جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و دیگر عہدیداران جماعت جن کے پاس یہ پرچہ پہنچے۔ ان کا فرض ہوگا کہ وہ مقامی جماعت کے جملہ افراد تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع پہنچا دیں۔ نیز اپنی ماتحت جماعتوں اور ایسے افراد کو جہاں کہ جماعت نہیں کو بھی حضور کی صحت کے متعلق اطلاع بذریعہ ڈاک یا دستی پہنچا کر ممنون فرماویں۔

دورہ پروگرام مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداران مال و پریذیڈنٹ صاحبان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ماہ مارچ ۱۹۵۵ء میں بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے توقع کی جاتی ہے کہ متعلقہ عہدیداران مال انسپکٹر صاحب موصوف سے اس سلسلہ میں پورا پورا تعاون فرماویں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی
۱	سکلنہ	۱-۳-۵۵	بھدرک	۳-۳-۵۵
۲	بھدرک	۵-۳-۵۵	کٹک چادیا گنج	۵-۳-۵۵
۳	کٹک	۹-۳-۵۵	چودوار	۹-۳-۵۵
۴	چودوار	۱۰-۳-۵۵	کندرہ پاڑا	۱۰-۳-۵۵
۵	کندرہ پاڑ	۱۱-۳-۵۵	سونگڑہ	۱۱-۳-۵۵
۶	سونگڑہ	۱۴-۳-۵۵	ڈھینکانال	۱۴-۳-۵۵
۷	ڈھینکانال	۱۵-۳-۵۵	کرڈاپلی	۱۵-۳-۵۵
۸	رڈاپلی	۱۸-۳-۵۵	بینکالو	۱۸-۳-۵۵
۹	بینکالو	۲۰-۳-۵۵	کوٹ پلہ	۲۰-۳-۵۵
۱۰	کوٹ پلہ	۲۲-۳-۵۵	سرلونیا گاؤں	۲۲-۳-۵۵
۱۱	سرلونیا گاؤں	۲۳-۳-۵۵	بھدری	۲۳-۳-۵۵
۱۲	بوری	۲۶-۳-۵۵	سری پار	۲۶-۳-۵۵
۱۳	سری پاڑ	۲۸-۳-۵۵	کیرنگ	۲۸-۳-۵۵

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لندن ۳؍ مارچ۔ روس میں ابھی پرسوں وزارتی ردّ و بدل ہوا تھا۔ اور سات نئے ڈپٹی وزراء اعظم مقرر کئے گئے تھے۔ مگر آج دو وزراء غیر تسلی بخش کام کی بناء پر برطرف کر دیئے گئے۔ گویا تین دنوں میں دوسری بار وزارتی ردّ و بدل ہوا ہے۔ یہ دو وزراء مسٹر اے۔ ایف اسٹیڈ کو وزیر برائے صنعت کوئلہ اور مسٹر آئی۔ اے آئی کرسوف وزیر برائے زرعی فارم ہیں۔ ان کی برطرفی کا اعلان آج ماسکو ریڈیو سے بھی کیا گیا واضح رہے کہ جب سے نئے وزیر اعظم مارشل بلگانن نے چارج سنبھالا ہے۔ اخبارات اور ریڈیو سے ان دونوں محکموں پر کڑی نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ مسٹر اسٹیڈ ۱۹۴۹ء سے کوئلہ کی صنعت کے وزیر چلے آ رہے تھے۔ پچھلی جنگ کے دوران میں آرڈر آف لینن کا اعزاز ملا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مسٹر میلنکوف کو بھی زراعت اور بجلی کی صنعتوں کے محکموں میں خامیوں کی بناء پر وزارت عظمیٰ سے ہٹایا گیا تھا۔

لنڈن ۳؍ مارچ۔ لنڈن کے سیاسی حلقوں نے انکشاف کیا ہے کہ برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل عنقریب امریکی صدر جنرل آئزن ہاور کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ تاکہ روسی وزیر اعظم مارشل بلگانن یا روسی وزیر خارجہ مسٹر مالوٹوف کے ساتھ کانفرنس منعقد کرنے کے سلسلہ میں میدان تیار کیا جا سکے۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ اس قسم کی کانفرنس موسم گرما کے آغاز میں منعقد ہوگی مسٹر چرچل نے آج ہاؤس آف کامنز میں بھی اعلان کیا کہ برطانیہ اب بھی پیرس معاہدہ کی تصدیق کے لئے روس سے کانفرنس کے لئے تیار ہے۔ ایک برس پہلے میں نے جنرل آئزن ہاور کے ساتھ ملاقات کا پروگرام بنایا تھا۔ تاکہ روسی وزیر اعظم کے ساتھ بات چیت کے لئے تیاری کی جائے۔ مگر میری بیماری کی وجہ سے پروگرام سرے نہ چڑھ سکا۔

جالندھر ۲؍ مارچ۔ ضلع جالندھر کے انجنیئر نے انکشاف کیا ہے کہ دریائے ستلج تحصیل نکودر کے علاقہ میں رستہ تبدیل کر رہا ہے۔ اور پچھلے چند سال میں وہ قریباً دو دو میل ادھر ادھر بڑھ چکا ہے اس رقبہ میں دو درجن دیہات آباد تھے جو زیر آب ہو چکے ہیں۔ اگر کٹاؤ نہ روکا گیا تو کئی درجن دیہات تباہ ہو جائیں گے۔

کالمپونگ ۳؍ مارچ معلوم ہوا ہے کہ بھارت اور تبت کے درمیان عنقریب پوسٹ سسٹم جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ اقدام چینی اور ہند کے معاہدہ کا ایک حصہ ہے جو گذشتہ برس پیکن میں طے پایا۔

چنڈی گڑھ ۲؍ مارچ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پنڈت نہرو ۱۹؍ مارچ کو چنڈی گڑھ آ رہے ہیں آپ پنجاب ہائی کورٹ کی نئی عمارت کی رسم افتتاح ادا کریں گے۔ اسی روز ۲ بجے بعد دوپہر آپ راجندر پارک میں ایک جلسہ میں تقریر کریں گے۔

لاس ویگاس ۲؍ مارچ۔ کل صحرا نویدا میں امریکہ نے امسال کا تیسرا ایٹمی دھماکہ کیا مبصرین نے بتایا ہے کہ دھماکہ سے پیدا ہونے والی چمک نے ایک لمحہ کے لئے رات کو دن میں تبدیل کر دیا۔ اس دھماکہ سے جتنی چمک پیدا ہوئی وہ پہلے دو دھماکوں کی چمک سے کہیں زیادہ تھی۔ چمک سے بادل بھی منور ہو گئے۔ یہ چمک جنوب مغرب میں ۲۵۰ میل دور لاس اینجلز میں دیکھی جا سکتی تھی۔ دھماکہ کے وقت اخباری نمائندوں کا گروہ موجود تھا۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میرے چھوٹے بھائی عزیزم سید منیر احمد صاحب انچارج سول ڈسپنسری ادھوال ضلع کیمبلپور بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کی مشکلات سے نجات بخشے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(قریشی عبدالقادر اعوان درویش نمبر ۹ قادیان)

۲۔ چوہدری عزیز احمد صاحب ناظر بیت المال ربوہ ٹی۔ بی سے پھر بیمار ہو گئے ہیں (۲) چوہدری عبدالحق صاحب ضلع ملتان بعارضہ دمہ شدید بیمار ہیں اور ان کا ایک بھتیجا بھی دماغی عارضہ سے بیمار ہے۔ ان سب کے لئے دست دعا فرماویں۔

تقرر امیر حیدر آباد دکن

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر جماعت سکندر آباد حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کو حیدر آباد دکن کا بھی امیر مقرر فرمایا ہے۔ ناظر اعلیٰ قادیان